مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْہُ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ

پ ۱۷ سورۃ الانبیاء

ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن — اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کیے جتن

نماز دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں — باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی

ت تمام نوکِ زباں میں ہی آ گئی

(مسیح موعودؑ)

عقائدِ احمدیت

جملہ کلماتِ طیّبات

بمقام فی الاحترام امام الزمان حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

شائع کردہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

اشاعت ۱۹۷۵ء — تعدادِ اشاعت ۵۰۰۰

جماعتِ احمدیہ کے عقائد

(۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا صفات یا اس کے اسماء یا اس کی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے۔ نہ شریک ہو سکتا ہے۔ (۲) ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ (۳) خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے ان پر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں اُن پر بہ حیثیتِ مجموعی اجمالی ایمان رکھتے ہیں۔ (۴) ہماری کتاب قرآن کریم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں ہمارے نبی ہیں۔ (۵) الہام الٰہی کا دروازہ ہمیشہ سے کھُلا ہے اور ہمیشہ کھُلا رہے گا۔ خدا تعالیٰ کی صفت معطل نہیں ہوتی۔ جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کرتا رہے گا۔ (۶) ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور دُعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔ (۷) بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہوں گے۔ (۸) ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں جس کی آمد کو آنحضرتؐ ہی کی بعثتِ ثانیہ فرمایا ہے اور جس کا نام مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔ اور آپ کے سوا کوئی شخص مسیح موعود نہیں۔ (۹) ہمارا ایمان ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں۔ (۱۰) اس بات پر ہمارا یقین ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں۔ اور نہ ایسا نبی ہوگا جو آپؐ کی اُمت سے نہ ہو۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ و علی عبدہ المسیح الموعود

پیش لفظ

جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں قبل ازیں محترم سید بشارت احمد صاحب مرحوم احمدی وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن کی طرف سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا تھا۔ یہ کتابچہ عقائد احمدیت سے تمام مسلمانوں اور مخالفین کو مطلع کرنے کے لحاظ سے بہت مقبول ہوا۔ اس کے نایاب ہونے کی وجہ سے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی مقبولیت و افادیت کے پیش نظر کسی قدر ترمیم و اضافہ کے ساتھ اس کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ بحمد انشاء اللہ تعالیٰ عقائد احمدیت سے اطلاع پانے کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

احمدیہ عقائد کا خلاصہ خاص حضرت اقدس احمد قادیانی کی اکثر تصنیفات سے معہ حوالہ جات صفحات کے آپ ہی کے الفاظ میں درج رسالہ ہذا کر کے اب آپ کے انصاف پسند کانشنس سے ہماری یہ اپیل ہے کہ باوجود ہمارے ان صاف اور صریح عقائد اسلامیہ کے قائل و پابند ہونے کے کس طرح امام جماعت احمدیہ اور اس کے متبعین خارج از اسلام سمجھے جا سکتے ہیں ؟

اب رہے بعض مسائل متنازعہ فیہ تو اس میں بھی آپ اور ہم متفق ہیں۔ مثلاً آپ بھی مسیح اور مہدی کے آنے کے قائل ہیں اور ہم بھی، فرق صرف یہ

ہے کہ آپ سمجھتے ہیں مسیح اور مہدی آنے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسوی سلسلہ کے خلیفہ جو اب تک بقول آپ حضرات زندہ بجسد عنصری آسمان چہارم پر موجود ہیں۔ وہی آخری زمانہ میں تشریف لاکر مسلمانوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی ۳۰ آیات و احادیث صحیحہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور آنے والا مسیح موعود اصلاح اُمت کے لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی غلام و متبع نبی ہوگا تا کہ غیر سلسلہ کے نبی کا احسان بھی اس خیر امت پر نہ رہے۔ اور آپ مہدی علیہ السلام کا ایک علیحدہ وجود تصور کرتے ہیں اور ہم حسب حدیث صحیح ابن ماجہ لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ کے ماتحت حضرت مسیح و مہدی کا ایک ہی وجود سمجھتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود آچکے اور حضرت اقدس سیدنا احمد وہی تھے جس کے متعلق حضرت ممدوح کی ۸۰ کتب دلائل قرآنی و احادیث صحیحہ و عقلی و نقلی کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ اب التماس یہ ہے کہ جس طرح مدعی سے ہی اس کے دعوے کا ثبوت سنا جاتا ہے تو اسی طرح ہمارے عقائد کی نسبت بھی ہم سے اس کا ثبوت سنا جائے نہ کہ ہمارے مخالفین سے۔

جبکہ کسی غیر مسلم کا بیان اسلامی عقائد کی نسبت صحیح نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور کسی مخالف کی شہادت کو جو بلا حلف ہو عدالت میں ساقط الاعتبار سمجھا جاتا ہے تو پھر کس طرح یہ امر صحیح ہو سکتا ہے کہ احمدیوں کے عقائد کی نسبت غیر احمدیوں بلکہ ان کے شدید مخالفین کا بیان صحیح مانا جائے اور احمدیوں کا بیان غلط۔ انصاف !!!!

اب یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر علماء زمانہ کے کفر کے فتوؤں

کی نسبت کیا خیال کیا جائے۔

پیارے ہم وطن بھائیو! یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ یعنی بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھ کر ہی ستایا گیا۔ اور ہونا بھی یونہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ سب سے بڑھ کر بنی انسان کے خیرخواہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پیغمبروں کے سچے نائب و جانشین خلفائے کرام بھی بہت ستائے گئے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ میں سے بھی کوئی ظلم و تعدی سے نہ بچا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو جاہل۔ بدعتی۔ زندیق۔ کافر تک لقب دیا اور آخر قید خانہ ہی میں زہر دیا گیا۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی کو اضر من ابلیس کہا گیا۔ اور حضرت امام مالک کو ۲۵ سال تک جمعہ و جماعت سے روکا گیا۔ اور ذلت سے قید کیا گیا۔ اور حضرت امام حنبل رح کو ۲۸ ماہ قید میں رکھ کر بھاری زنجیریں پیروں میں ڈالی گئیں باوصفیکہ حق کے لئے ان ائمہ اربعہ علیہم السلام نے اتنے دکھ اٹھائے مگر اب بھی فرقہ اہل حدیث ان بزرگواروں پر زبانِ طعن دراز کرنے سے نہیں چوکتے۔ دیکھئے اخبار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء نمبر ۱۳ جلد ۸ میں فرماتے ہیں ؎

دین حق را چار مذہب ساختند — رخنہ در دین نبی انداختند

گویا ان قابل تعظیم ائمہ اربعہ کو دین کے رخنہ انداز کا خطاب دیا جاتا ہے اور علمائے احناف کو سناتن دھرمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

اخبار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب — جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۲ - اور اسی طرح حضرت امام بخاری وطن سے نکالے گئے۔ حضرت قطب الاقطاب بایزید بسطامیؒ ، مرتبہ شہر بسطام سے نکالے گئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کی (جسکو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا) تکفیر کی گئی اور شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہاء نے کافر کہا۔ اور ابن جوزی جیسے عالم نے ان کے خلاف تلبیس ابلیس نامی کتاب لکھی اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کو جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا بلکہ علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ الغرض کوئی برگزیدہ انسان ایسا نہیں گزرا کہ جس پر علمائے ظواہر نے کفر کا فتویٰ نہ دیا ہو تو اب حضرت اقدس احمد قادیانی کس طرح اس سنت مستمرہ سے بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنی مثنوی میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کس بچشم یار صدیقے نہ شد   تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

محترم بزرگو! یہ ہے کفر کے فتووں کا سلوک جو کہ قوم نے اپنے اپنے زمانہ کے اپنے محسنوں کے ساتھ کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان ربانی اماموں کے حقائق و معارف اور علم لدنی کا موازنہ نہ علمائے ظواہر نے اپنے کسی علم سے کر کے دیکھا ہے جب الٰہی استعارات و رموز حقانی کی کنہ تک وہ نہ پہنچ سکے تو پھر جھٹ کفر کی گولی داغ دی۔ پس جبکہ قدیم سے قوم کی یہ سنت مستمرہ ہے۔ تو پھر اس صدی کا ربانی مصلح بھی کس طرح ابنائے زمانہ کی دست برد سے بچ سکتا ہے۔ خاص کر چودھویں صدی و آخری زمانہ کی ناگفتہ بہ حالت کے متعلق مخبر صادق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو فرمادیا ہے وہ کس طرح پورا نہ ہوتا۔ پس حضرت اقدس احمد موعود پر بھی علماء ظواہر کا سب و شتم، لعن طعن وغیرہ ہونا ضرور تھا۔

مقتدایانِ قوم کی دل آزاری وابتائے دہر کی محسن کشی کا خاکہ تو ملاحظہ فرمالیا مگر اب غور طلب امر یہ باقی رہ جاتا ہے کہ آخر کس طرح سچے و جھوٹے میں امتیاز کیا جائے۔ تو اس کی نسبت ایک زرّین مقولہ کی طرف آپ کی توجہ کو منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ دُنیا کے سارے مقولے غلط ہو جائیں ممکن ہے۔ لیکن یہ اٹل قانون ہر زمانہ میں واقعات کے مطابق ہمیں نظر آتا ہے یعنی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس اس اصل کو مدنظر رکھ کر جب ہم اپنے ماسلف ائمہ کرام کی مقدس لائف اور ان کے کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو باوجود ان کے کور باطن ہمعصروں کی شدید مخالفت کے پھر بھی وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نظر آتے ہیں جس کے باعث آج بے اختیار ہم ان کو درود و سلام سے یاد کرتے ہیں۔ تو اس طرح جبکہ حضرت اقدس احمدؑ کی مذہبی تصانیف و اصلاح قومی اور اسلامی جان نثاریوں، و نیز آپ کے مقدس مشن تبلیغی اسلامی ان تھک خدمات کو وسعتِ قلبی سے ملاحظہ فرمایا جائے تو آپؑ کی صداقت کا پتہ چل جائے گا۔

ملک کے اندر تمام مذاہب کے مقابل پر اسلام اور بانیٔ اسلام حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود اور آپؐ کی پاک تعلیمات کی برتری ظاہر کرنے کے لیے جماعت احمدیہ ہی مال و جان کی قربانی کر کے اور تمام عواقب سے باخبر ہونے کے باوجود سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے۔ جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات کی مقبولیت اور مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی وسعت کا اس امر سے پتہ لگ سکتا ہے کہ ایک قلیل ع

میں جماعت احمدیہ کے مشن برصغیر بھارت و پاکستان کے علاوہ مندرجہ ذیل بیرونی ممالک میں بھی قائم ہو چکے ہیں۔ اور ان ممالک میں تعمیر مساجد۔ دینی مدارس کے قیام۔ اخباروں کے اجراء۔ قرآن مجید کے مقامی زبانوں میں تراجم سے ان ممالک میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ نے ایک نئی کروٹ لی ہے۔

نمبر شمار	نام ملک	تبلیغی مرکز	تعداد مساجد	دینی مدارس	اخبار یا رسائل
۱	انگلینڈ	۲	۲	۰	۳
۲	نائیجیریا	۶	۱۰۰	۲۵	۲
۳	غانا	۳	۲۰۰	۵۰	۱
۴	سیرالیون	۱۰	۴۶	۳۴	۱
۵	لائبیریا	۱	۱	۱	-
۶	مشرقی افریقہ	۷	۳۰	۳	۵
۷	جنوبی افریقہ	۲	-	-	۲
۸	مغربی جرمنی	۲	۲	-	۱
۹	ہالینڈ	۱	۱	-	۱
۱۰	سوئٹزرلینڈ	۱	۱	-	۱
۱۱	سپین	۱	-	-	-
۱۲	امریکہ	۵	۴	۰	۴
۱۳	سیلون	۲	۲	۰	۱
۱۴	ماریشس	۲	۶	۱	۱
۱۵	انڈونیشیا	۱۱	۱۷	۳	۴

نمبر شمار	نام ملک	تبلیغی مرکز	مساجد	دینی مدارس	اخبار و رسائل
۱۶	بورنیو	۲	۳	۰	۰
۱۷	اسرائیل	۱	۱	۱	۱
۱۸	سنگاپور	۱	۰	۰	۰
۱۹	سکنڈے نیویا	۳	۱	۰	۱
۲۰	ڈچ گی آنا	۱	۰	۰	۱
۲۱	برٹش گی آنا	۱	۰	۰	۰
۲۲	ٹرینیڈاڈ	۱	۱	۱	۱
۲۳	فجی	۲	۱۰	۲	۱
۲۴	آسٹریلیا	۱	۰	۰	۰
۲۵	گیمبیا	۲	۴	۱	۰
۲۶	آئیوری کوسٹ	۱	۱	۱	۰
۲۷	ٹوگولینڈ	۱	۰	۰	۰
۲۸	مڈل ایسٹ	۳	۱	۰	۰
۲۹	عدن	۱	۰	۰	۱
۳۰	برما	۱	۲	۰	۱
۳۱	ملائیشیا	۲	۲	۰	۰
۳۲	جاپان	۱	-	۰	۰

اس وقت تک انگریزی۔ ڈچ۔ جرمن۔ سواحیلی۔ ڈینش۔ انڈونیشین۔ لوگنڈی۔ یوروبا۔ مینڈی۔ اور یورپ کی جدید زبان اسپرنٹو میں بھی قرآن مجید کا

ترجمہ ہو چکا ہے۔ قرآن شریف انگریزی کی تفسیر مکمل ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اس وقت پریس میں ہے۔ روسی۔ اٹیلین اور سپینش زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک طبع نہیں کروائے جا سکے۔ ان زبانوں کے علاوہ افریقہ کی بعض مقامی زبانوں میں بھی قرآن کریم کے تراجم کروائے جا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ آسامی۔ ہندی اور گورمکھی زبانوں میں کچھ حصہ تراجم مع متن شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس وقت تک مندرجہ ذیل ممالک میں بائیس ۲۲ طبی مراکز قائم ہیں :-

غانا۔ نائیجیریا۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ آئیوری کوسٹ۔

الغرض اب چار دانگ عالم میں سلسلہ احمدیہ کے لاکھوں ممبر پھیلے ہوئے ہیں۔

ناظرین کرام! یہ وہ شیریں پھل ہیں کہ جو حضرت احمد موعودؑ نے دُنیا کو عطا فرمائے۔ کیا یہ حالات اس امر کا پتہ نہیں دیتے کہ جس طرح اسلامی خدمات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت کے پیشِ نظر رہی ہیں اس زمانہ میں اس کی نظیر دوسرے فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ملتی۔ فقط والسلام

خاکسار: مرزا وسیم احمد

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ سیدنا محمد رسولہ الکریم

والسلام علی المسیح الموعود احمد

حمد حضرت باری تعالیٰ

حمد و شکر آں خدائے کردگار — کز وجودش ہر وجودے آشکار

تمام تعریفیں اور شکر اس پروردگار کے لئے — کہ جس واجب الوجود سے ہر وجود ظاہر ہوا۔

ایں جہاں آئینہ دار روئے او — ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او

یہ تمام کائنات اس کا رونما آئینہ ہے — جس کا ایک ایک ذرہ اس کی طرف راہنما ہے

ضیاء الحق ص سنہ ۱۸۹۵ء

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص — کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے — ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

درثمین اُردو ص

ہمارا خُدا

اے سُننے والو سنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ

پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سُنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ اور وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفت نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے۔ اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثیل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔

رسالہ الوصیت مصنفہ حضرت مسیح موعود صنا ۱۰-۱۱

۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء

ایک خدا

کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھاؤں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تاکہ لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے تو خدا اسے دیکھیگا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ جو تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور چیزیں کچھ چیز ہیں۔

انتہیٰ ملخصاً کشتی نوح مطبوعہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

نعت در شانِ سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین صلعم

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى — رِيْقُ الْكِرَامِ وَ نُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

کچھ شک نہیں ہیں مصطفےٰ خیر الورےٰ — خیر الرسل اور سید ہر دوسرا

وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ — وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

واللہ احمد ہیں سچے رہنما — جن کے وسیلہ ہی سے ملتا ہے خدا

وَفِيْ مُهْجَتِيْ نُوْرٌ وَجَيْشٌ لَا اَمْنَحَا — سُلَالَةُ اَنْوَارِ الْكَرِيْمِ مُحَمَّدَا

میرے دل میں ہے اک جوش مدح محمدی — خلاصہ ہیں نوروں کے محمد مصطفےٰ

كَرِيْمُ السَّجَايَا اَكْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّهٰى — شَفِيْعُ الْبَرَايَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْهُدٰى

صفات انکے اعلیٰ علم میں عقل میں کمال — شفیع خلائق چشمۂ فضل و اہتدا

قصائد احمدیہ صفحہ ۲۵، ۲۶

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم — یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی است — وین آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

آئینہ کمالاتِ اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہر تار و پودِ من بسراید بہ عشقِ او — از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پرم

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب — ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

جانم فدا شود بہ رہِ دینِ مصطفےٰ — ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

ازالۂ اوہام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
اس نُور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۷ء

تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ **نجات یافتہ** کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خُدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی

کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضروری تھا کہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔

رسالہ کشتی نوح۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مجموعہ حمد و نعت و منقبت وغیرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُحْسِنِ الْمَنَّانِ جَالِی الْاَحْزَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اِمَامِ الْاِنْسِ وَالْجَانِ طَیِّبِ الْجَنَانِ اَلْقَائِدِ اِلَی الْجِنَانِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ سَعَوْا اِلٰی عُیُوْنِ الْاِیْمَانِ کَالظَّمْاٰنِ وَنُوِّرُوْا فِیْ وَقْتِ تَرْوِیْقِ اللَّیَالِیْ بِنَیِّرَیْ کَمَالِ الْعَمَلِ وَتَکْمِیْلِ الْعِرْفَانِ وَاٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ لِشَجَرَۃِ النُّبُوَّۃِ کَالْاَغْصَانِ وَلِشَامَّۃِ النَّبِیِّ کَالرَّیْحَانِ **ترجمہ**۔ اس خدائے محسن کا شکر ہے جو احسان کرنے والا اور غموں کو دور کرنے والا ہے۔ اور اس کے رسول پر درود اور سلام جو انس اور جن کا امام اور پاک دل اور بہشت کی طرف کھینچنے والا ہے۔ اور اس کے ان اصحاب پر سلام جو ایمان کے چشموں کی طرف پیاسے کی طرح دوڑے اور گمراہی کی اندھیری راتوں میں علمی اور عملی کمال سے روشن کیے گئے اور اس کی آل پر درود جو

نبوت کے درخت کی شاخیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں۔

نور الحق حصہ ثانی مطبوعہ ۱۳۱۱ھ صفحہ (۱)

وَ اَصْبَانِی النَّبِیُّ بِحُسْنِ وَجْہٍ — اَرَی قَلْبِی لَہٗ کَالْمُسْتَہَامِ

اور میرا دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف کھینچ لیا — میں اپنے دل کو اس کیلئے سراسیمہ دیکھتا ہوں

وَ ذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِیْ — وَ صَارَ لِمُھْجَتِیْ مِثْلَ الطَّعَامِ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دل کیلئے آرام ہے — اور میری جان کے لئے مثل طعام کے ہے

نور الحق حصہ ثانی صفحہ ۵۹ و ۶۰ ۱۸۹۴ء

توحید باری تعالیٰ

ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ اس کا کوئی بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔

کشتی نوح صفحہ ۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

نبوت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کامیابی اور استعدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

نصیب نہیں ہوئی یہی ایک بڑی دلیل آنحضرتؐ کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دُنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ سے باخدا انسان بنایا۔ اور رُوحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ اور خدا کی راہ میں بکروں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔

انتہی بلفظہ الشریف از لیکچر موسومہ بہ اسلام جو ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تاثیرات

مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے

جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دُنیا میں آپ کا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکہ دینے والا ٹھہرا۔ جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دئے جائیں گے بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کے لیے اندھا رکھا جائے گا؎

چشمہ مسیحی صفحہ ۴۶، ۴۷ مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء

سیدنا حضرت محمدؐ کا احسان

وہ انسان جو سب سے زیادہ اور انسان کامل اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث و حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیحؑ ابن مریم اور ملاکی اور یحییٰ وغیرہ وغیرہ اُن کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدائے تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اتمام الحجۃ۔ سنہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۲۸ م سنہ ۱۸۹۴ء

مُہرِ نبوّت اور آنحضرتؐ کا افاضۂ کمال

خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیّین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت ملا۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶۔ ۹۷ حاشیہ۔ مطبوعہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۷ء

قرآن مجید کے غیر محدود معارف اور حقائق کا کامل اعجاز

ہست قرآں آفتاب علم و دیں ۔۔۔ تا برندت از گماں سوئے یقیں!
ہست فرقاں از خدا حبل المتیں ۔۔۔ تا کشندت سوئے رب العالمیں

درثمین فارسی ص ۳۴

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا ۔۔۔ پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا!
یاالٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے ۔۔۔ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا!

درثمین اُردو ص ۷

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں ۔۔۔ غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ۔۔۔ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

درثمین اُردو ص ۹۵، ۹۸

قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اس حد تک پہنچا ہوا ہے جس کے پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریمؐ کی رسالت ثابت کرنے کے لئے یہی بڑا بھاری معجزہ اسلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے قیامت تک ہے جو اب بھی ایسا ہی تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھا۔ اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسا وہ پہلے کرتا تھا۔

سرمہ چشم آریہ ص ۲۴۳ سنہ ۱۸۸۶ء

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔

کشتی نوح صفحہ ۷۶-۱

سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔

کشتی نوح صفحہ ۷۶-۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

اے بندگانِ خدا! یقین رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات

پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا جواب اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نہیں نکال سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت پیدا ہو ۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱

قرآن مجید کا اِحسان

قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ ہم صرف بائیبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں۔ جن کو خدا نے اپنے لطفِ خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے۔ یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہیئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گذشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے

پہلے گزر چکے اور ہر ایک رسول اس عالیجناب کا ممنونِ منت ہے جس کو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں ۔

براہین احمدیہ ص۲۶۱ ۱۸۸۰ء

قرآن کی تبلیغ و توصیف

در دا کہ حسنِ صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند

جانم کباب شد زغم ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نمانہ

اے سید الورٰی مددے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

یارب بیبہ بہر من غم فرقاں مقدر است
یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند

اے بیخبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

درثمین فارسی ص۱۱

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں!

ہے یہ فرقان میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

درد مندوں کی ہے دوا وہی ایک
ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

ہم نے پایا خود ہُدیٰ وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات کہتے ہیں!

بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں

مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

درثمین اردو ص۵و۶

میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح اہل اسلام احکام بینہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں اسی طرح میں بھی جانتا ہوں۔ صرف بعض اخبار گزشتہ دمستقبلہ کی نسبت الہام الٰہی کی وجہ سے جس کو مَیں نے قرآن سے بکلّی مطابق پایا ہے۔ بعض اخبار حدیثیہ کے میں اس طرح پر معنی نہیں کرتا جو حال کے علماء کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے معنی کرنے سے وہ احادیث نہ صرف قرآن کریم کے مخالف ٹھیرتی ہیں۔ بلکہ دوسری احادیث کے بھی جو صحت میں ان کے برابر ہیں مغائر ومباین قرار پاتی ہیں ؂

قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

نور الحق جلد اول نمبر ۳ ص ۸ ۱۸۹۴ء

ہمارے نزدیک تین چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ دوسرے سنّت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور تیسرے حدیث۔ ہمارے مخالفوں نے دھوکا کھایا ہے کہ سنت اور حدیث کو باہم ملا دیا ہے۔ ہمارا مذہب حدیث کے متعلق یہی ہے کہ جب تک وہ قرآن اور سنت کے صریح مخالف اور معارض نہ ہو اس کو چھوڑنا نہیں چاہیئے خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ جب ہم اپنی زبانوں میں دعا کر لیتے ہیں تو کیوں حدیث میں آئی ہوئی دعائیں نہ کریں۔ جبکہ قرآن شریف پر حدیث کو قاضی بنانا سخت غلطی ہے اور قرآن شریف کی بے ادبی ہے۔ ...... اگر حدیث جو آپ کے بعد ڈیڑھ دو سو برس کے بعد لکھی گئی نہ بھی ہوتی تب بھی سنت مفقود نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ یہ سلسلہ تو جب سے قرآن کریم نازل

ہوا شروع ہوا۔ اور ساتھ ساتھ چلا آتا ہے۔ اور حدیث وہ اقوال ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے اور پھر آپ کے بعد دوسری صدی میں لکھے گئے۔

الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱

سُنّت

سُنّت۔ اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہوکر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سنّت ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنّت الگ چیز۔ سنّت سے مراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالےٰ کا قول ہے اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں۔

سنّت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے۔ جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا۔ اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنّتِ معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ خدمات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرت صلعم نے خدائے تعالےٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا۔ اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا۔ کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں۔ اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ یہ رکعات ہیں۔ ایسا ہی حج کر کے دکھایا۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہؓ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جو اب تک اُمت میں تعامل کے رنگ میں مشہور و محسوس ہے اسی کا نام سنّت ہے۔ ریویو بر مباحثہ محمد حسین وہابی صـ۳ و ۵

یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنّت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنّت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشا سے اطلاع دی جو کہ قانونِ خدا کا فرض تھا۔ اور رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں۔ اور اپنی سنّت یعنی عملی کارروائی سے مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ کشتی نوح صـ۶۱-۶۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

حدیث

حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرتؐ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعہ سے جمع کئے گئے ہیں۔

حدیث کو آنحضرت صلعم نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے بعد جمع کرنے کے لئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقوے کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا سماع بلاواسطہ نہیں ہے۔ خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گزر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیے۔ تب حدیثیں جمع ہوئیں اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی۔ مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی۔ بایں ہمہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ یہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں۔ بلکہ ان کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے کہ اس کی نظیر دوسرے مذہب یا مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں۔ اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا کہ جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا۔

لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے۔ تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے نا آشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے ان میں پیدا ہو گیا تھا۔ تمام حدود اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیئے تھے۔ اسلئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نورٌ علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن و سنت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے ان میں سے سچے فرقے کو حدیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔

ریویو بر مباحثہ محمد حسین وہابی صفحہ ۳ و ۵

بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضیٔ قرآن کہتے ہیں۔ مگر ہم حدیث کو خادم قرآن و سنت قرار دیتے ہیں۔ (اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں ہمیں ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں۔ دراصل سنت الگ ہے جس کی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت صلعم نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئیں۔ منہ) قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلعم کا فعل اور

حدیث سنّت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ پس حدیث کی قدر نہ کرنا گویا اسلام کا ایک عضو کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنّت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کے نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہ ہوگی کیونکہ اس کو قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں ردّ کرنا پڑتا ہے بہر حال احادیث کی قدر کرو۔ ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنّت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویّہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو۔ لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے۔

کشتی نوح صفحہ ۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنّت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔

ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی و عبد اللہ چکڑالوی

۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

قرآن و سنت و حدیث کے متعلق فیصلہ

مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دی جائے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح بالکل لغو اور باطل ٹھیرایا جائے بلکہ چاہیے کہ قرآن و سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن و سنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسر و چشم قبول کیا جائے یہی صراط مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بد قسمت اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ریویو مباحثہ محمد حسین بٹالوی صـ۶ ۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی نسبت

ہر ایک مسلمان پر واضح رہے کہ میں بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہوں ہاں کتاب اللہ کو نمبر اول اور ان سے مقدم سمجھتا ہوں۔ مگر بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ یقین رکھتا ہوں اور واجب العمل مانتا ہوں۔

اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء

صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔ ایسا ہی مسلم اور

دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔
کشتی نوح صفحہ ۶۹، اکتوبر ۱۹۰۲ء

جماعت احمدیہ کو حدیث پر عمل کرنے کی تاکید

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنےٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔

محمد حسین کے مباحثہ پر ریویو ۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کے بنائے ہوئے فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تصورات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں:۔

الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲

فضائل دینِ محمدؐ

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم — جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں — نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے ہی منہ کی قسم میرے پیارے احمدؐ — تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۴ سنہ ۱۸۹۳ء

پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اسی قدر سکھلایا کرتے تھے جو اسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے موافق ہو۔ اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی ان کو نہیں بتلاتے تھے اسلئے ان لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دُنیا میں آیا اس میں تمام دُنیا کی اصلاح منظور تھی اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا یہ دین تمام دینوں

کی نسبت اکمل اور اتم ہؤا اور اسی کا نام بالخصوصیت **اِسْلَام** رکھا گیا ا
اسی دین کو خدا نے کامل کیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اَلْیَوْ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنی آج میں نے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت
کو پورا کیا اور میں راضی ہؤا کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ قرآن کو تمام دنیا کی کا
اصلاح مدنظر تھی جن میں عوام بھی تھے اور خواص بھی تھے۔ اور حکماء اور فلا
بھی اسلئے انسانیت کے تمام قویٰ پر قرآن نے بحث کی اور یہ چاہا کہ انس
کی ساری قوتیں خدائے تعالیٰ کی راہ میں فدا ہوں۔ اور یہ اسلئے ہؤا کہ
کے مدنظر انسان کی تمام استعدادیں تھیں اور ہر ایک استعداد کی اصلاح مد
تھی اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہوگیا جو پہلے ا
سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہؤا تھا۔

کتاب ست بچن صفحہ ۱۴۹ سنہ ۱۸۹۵ء

صداقتِ اسلام وخصائصِ اسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں — سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
اس دیں کی شان وشوکت یارب مجھے دکھا دے — سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم سنہ ۱۹۰۷ء

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کریگا۔ مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسولؐ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدیؐ نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔ مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدائے تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوتِ محمدیہ کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔ نادان آدمی جو دراصل دشمنِ دین ہے اس بات

کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اور مُردہ مذہبوں کی طرح ایک مردہ مذہب ہو جائے۔ مگر خدا نہیں چاہتا۔ نبوت اور رسالت کا لفظ خدائے تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔ اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دُنیا پر ظاہر کی جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھلائی جائے۔

چشمۂ معرفت ۳۲۴ و ۳۲۵ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء ۱۱ یوم قبل وفات

فضائل انبیاء کرام علیہم السلام

هر رسولے آفتاب صدق بود
هر رسولے بود مہر انورے

هر رسولے بود ظلِّ دیں پناه
هر رسولے بود باغے مثمرے

گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

آں ہمہ از یک صدف ہمد گوہر لند
متحد در ذات و اصل گوہرے

اول آدم آخرش احمدؐ است — اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

درثمین فارسی صفحہ ۹۲ و ۹۳

مخصوص فضیلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔

ایام الصلح ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہمارے قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔ کتاب البریہ صفحہ ۹۳ سنہ ۱۸۹۷ء

عیسائی خواہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بنا دیں مگر وہ ان کی اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بے خبر ہیں اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدائے تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں۔

اخبار البدر ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بد زبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔ اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

حضرات اہلِ بیتِ کرامؓ کی تعریف

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است　　　خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

آئینہ کمالاتِ اسلام ۱۸۹۳ء

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنی اس میں موجود نہ تھے۔ بد نصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دُنیا کی محبّت نے اس کو اندھا کردیا تھا۔ مگر حسینؓ رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ ان برگزیدوں میں سے ہے۔ جن کو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے۔ اور ایک یزید کا کینہ رکھنا اس سے موجب نقص ایمان ہے۔ اور اس امام کی تقوٰے اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر۔ مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور ہیں۔

یہی وجہ حسین رضؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔

تبلیغ الحق صلا ۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

پس اس عالیشان نبیؐ اور اس کی آل اور اصحاب پر ہماری طرف سے بیشمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور نفرتی رسموں سے رہائی بخشی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ آمین۔ آریہ دھرم صلا ۱۸۹۵ء

مخصوص تعریف حضرت امام حسین علیہ السلام

میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان امام حسینؓ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔

اعجاز احمدی صـ۳۸ نومبر ۱۹۰۱ء

تعریف شیخین رضی اللہ عنہم

وَاِنِّیْ اَرَی الصِّدِّیْقَ کَالشَّمْسِ فِی الضُّحٰی ... مَاٰثِرُہٗ مَقْبُوْلَۃٌ عِنْدَ ھُوْجَرٖ

ہیں صدیق مثل آفتاب اوصاف میں ... محاسن ہیں ان کے پاک ہے ہر عیب سے بری

وَکَانَ لِذَاتِ المُصطَفٰے مِثلَ ظِلَّۃٍ
وَمَھمَا اَشَارَ المُصطَفٰے قَامَ کَالجَرِیْ

تھے سایہ وجود مصطفٰے کے بلا شبہ
کھڑے ہوتے تھے ارشاد پر مثل جری

وَمَا اَرٰی وَ اللّٰہِ فِی الصَّحبِ کُلِّھِم
کَمِثلِ اَبِی بَکرٍ بِقَلبٍ مُعَطَّرٍ

خدا کی قسم اصحاب میں کوئی نہیں
ابوبکر پر ہو اب کو دعوئے برتری

تَصَدّٰی لِنَصرِ الدِّینِ فِی وَقتِ عُسرَۃٍ
تَبَدّٰی بِغَارٍ بِالرَّسُولِ المُؤَزَّرٖ

مدد آپ نے کی دیں کی تنگی کے وقت میں
رسول خدا کی غار میں کی تھی یاوری

وَشَابَھَہُ الفَارُوقُ فِی کُلِّ خِطَّۃٍ
وَسَاسَ البَرَایَا کَالمَلِیکِ المُدَبِّرٖ

مشابہ تھے فاروق آپ کے کل امور میں
سیاست میں شاہوں سے نہ تھی کچھ کمتری

اَرٰی اٰیَۃً عُظمٰی بِاَیدٍ قَوِیَّۃٍ
فَوَاھًا لِھٰذَا العَبقَرِیِّ المُظَفَّرٖ

قوی ہاتھوں سے دکھلائے تھے معجزے بڑے
عجب شان کا تھا یہ فتمند عبقری

سر الخلافہ ۱۸۹۴ء

مَیں (مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم راوی کاتب خط ہذا) خدائے غیور قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس گھڑی سے میرا ایمان حضرت اقدس (سیدنا احمدؑ) کی نسبت اور بھی زیادہ کر دیا۔ آپ (حضرت احمدؑ) نے چھ گھنٹے کامل تقریر فرمائی اس سارے مضمون میں آپ (حضرت احمدؑ) نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے محامد اور فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہؓ) کا مداح اور خاکپا ہوں۔ جو جزئی فضیلت خدائے تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ کب دوبارہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں۔ اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع

سے ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔
اخبار الحکم نمبر ۲۹ جلد ۶، ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ کالم ۱

جملہ صحابہ کرام رضی کی تعریف

إِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ كَذُكَاءِ ۔۔۔ قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰى بِضِيَاءِ
تھے کل صحابہ سب کے سب اک شان کے ۔۔۔ دی روشنی انوار سے ایمان کے
تَرَكُوْا أَقَارِبَهُمْ وَحُبَّ عِيَالِهِمْ ۔۔۔ جَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَالْفُقَرَاءِ
چھوڑے اقارب اور حب عیال کو ۔۔۔ آئے پیمبر پاس وہ پہچان کے
إِنِّيْ أَرٰى صَحْبَ الرَّسُوْلِ جَمِيْعَهُمْ ۔۔۔ عِنْدَ الْمَلِيْكِ بِعِزَّةٍ قَعْسَاءِ
سب نیک تھے تفریق ہم کرتے نہیں ۔۔۔ اعضاء۔ تھے سب ہی شاہ انس وجان کے

سر الخلافہ ۱۸۹۴ء

ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں تو بطور ظل کے واقع ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۸ ۱۸۹۱ء

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ

یہ چار امام (امام اعظم ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ و امام احمد حنبل و امام شافعی رحمہم اللہ

تعالیٰ) اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہیں ہو سکتی؛

اخبار البدر قادیان نمبر ۳۲ جلد ۴ ۳ نومبر ۱۹۰۵ء ص۳ کالم ۲

مخصوص حضرت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت

امام بزرگ ابوحنیفہؒ نے بعض تابعین کو دیکھا تھا۔ اور وہ فانی فی سبیل اللہ تھا۔ اے حضرت مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ (اہلحدیث) صاحبوں کو امام بزرگ ابوحنیفہؒ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں۔ وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے۔ امام بزرگ حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالاتِ علم آثار نبویہ کے استخراجِ مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا؛

اخبار الحق جلد اول نمبر ۴ مباحثہ لدھیانہ ص۱۰ ۱۸۹۱ء

اصل حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ (امام مالکؒ شافعی اور حنبلی) سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اور ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوتِ مدرکہ کو قرآن کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان

کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ عالیہ مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔

ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۵۳۰ ۱۸۹۱ء

جماعت احمدیہ کو فقہ حنفیہ پر عمل کرنے کی تاکید

اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادے پر دلالت کرتی ہے۔

ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی اہلحدیث صفحہ ۶ ۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

حضرت غوث اعظم کی تعریف

مومن کا نور جس کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے وہ وہی روحانی حسن وجمال ہے جو مومن کو وجود روحانی کے مرتبہ ششم پر کامل طور پر عطا کیا جاتا ہے جسمانی حسن کا ایک شخص یا دو شخص خریدار ہوتے ہیں مگر یہ عجیب حسن ہے جس کے خریدار کروڑ ہا رُوحیں ہو جاتی ہیں۔ اسی رُوحانی حسن کی بنا پر بعض نے سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی نعت میں یہ شعر کہے ہیں اور ان کو ایک نہایت درجہ حسین اور خوبصورت قرار دیا ہے۔ اور وہ اشعار یہ ہیں ؎

آں ترک عجم چوں ز مے عشق طرب کرد غارتگری کوفہ و بغداد حلب کرد

صد لالہ رخے بود بصد حسن شگفتہ　　نازاں ہمہ را زیر قدم کرد عجب کرد

حاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۴ و ۶۵

فطرتاً بعض طبائع کو بعض طبائع سے مناسبت ہوتی ہے اسی طرح میری روح اور سید عبدالقادر کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے جس پر کشوف صحیحہ وصریحہ سے مجھ کو اطلاع ملی ہے۔ اس بات پر تیس برس کے قریب زمانہ گذر گیا ہے کہ جب ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔ تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی جس کی عمر تقریباً اسی سال کی تھی اور اس نے صبح مجھ کو آکر کہا کہ میں نے رات عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کے ایک اور بزرگ تھے وہ دونوں سبز پوش تھے۔ اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا۔ اور وہ بزرگ عمر میں ان سے کچھ چھوٹا تھا پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور میں ان کے پاس کھڑی تھی۔ اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا۔ تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبدالقادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا السلام علیکم اور ایسا ہی ان کے رفیق نے السلام علیکم کہا اور وہ ستارہ میں تھا۔ الموٴمن یری اویری لہ - ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء

جس طرح نور کے مقابل پر ظلمت نہیں ٹھہر سکتی اسی طرح شیطان ان کے مقابل ٹھیر نہیں سکتا۔ یہی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ کے صحیح معنے ہیں۔ کیونکہ شیطان کا سلطان یعنی تسلّط درحقیقت ان پر ہے جو شیطانی وسوسہ اور الہام کو قبول کر لیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ دور سے

نور کے تیر سے شیطان کو مجروح کرتے ہیں اور اس کے منہ پر زجر و توبیخ کا جوتہ مارتے ہیں۔ اور اپنے منہ سے جو کچھ بکے جائے اس کی پیروی نہیں کرتے وہ شیطانی تسلّط سے مستثنےٰ ہیں مگر چونکہ ان کو خدائے تعالیٰ، ملکوت السموٰت و الارض دکھانا چاہتا ہے۔ اور شیطان ملکوت الارض میں سے ہے اسلئے ضروری ہے کہ وہ مخلوقات کے مشاہدہ کا دائرہ پورا کرنے کے لئے اس عجیب الخلقت وجود کا چہرہ دیکھ لیں اور کلام سُن لیں جس کا نام شیطان ہے اس سے ان کے دامن منزّہ اور عصمت کو کوئی داغ نہیں لگتا۔ حضرت مسیحؑ سے شیطان نے اپنے قدیم طریقہ وسوسہ اندازی کے طرز پر شرارت سے ایک درخواست کی تھی سو ان کی پاک طبیعت نے فی الفور اس کو رد کیا اور قبول نہ کیا۔ اس میں ان کی کوئی کسرِ شان نہیں۔ کیا بادشاہوں کے حضور میں کبھی بدمعاش کلام نہیں کرتے ÷

ہر ایک زاہد یا صوفی کا یہ کام نہیں حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا اے عبد القادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال ہے اور نمازیں بھی تجھے معاف ہیں۔ جو کچھ ہے۔ تب میں نے کہا اے شیطان دُور ہو تو مجھے بہکاتا ہے۔ حرام چیزیں حلال کب ہو سکتی ہیں۔ نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنا منہ لے کر میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔ اب یہ کہ سیدنا عبد القادر جیسے اہل اللہ اور بزرگوں پر شیطانی الہام ہوا تو عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں کہ سید عبد القادرؓ اور حضرت مسیحؑ

کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کریں۔

ضرورۃ الامام صفحہ ۱۶ و ۱۷ سنہ ۱۸۹۸ء

ایمان اور معجزہ کی حقیقت

ایمان اس حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ ایک بات من وجہ ظاہر ہو اور من وجہ پوشیدہ ہو۔ یعنی ایک باریک نظر سے اس کا ثبوت ملتا ہو۔ اور اگر باریک نظر سے نہ دیکھا جائے تو سرسری طور پر حقیقت پوشیدہ رہ سکتی ہے جب سارا پردہ ہی کھل گیا تو کون ہے کہ ایسی کھلی بات کو قبول نہیں کریگا۔ سو معجزات سے وہ امور خارق عادت مراد ہیں جو باریک اور منصفانہ نظر سے ثابت ہوں اور بجز مؤیدان الٰہی کے دوسرے لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہو سکیں۔ اس وجہ سے یہ امور خارق عادت کہلاتے ہیں۔ مگر بدبخت ازلی ان امور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے .... دراصل معجزات کی مثال ایسی ہی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی جس کے کسی حصہ میں کچھ بادل بھی ہو مگر وہ شخص جو شب کور ہو جو رات کو کچھ نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے یہ چاندنی کچھ مفید نہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس دنیا کے معجزات اس رنگ میں ظاہر ہوں جس رنگ سے قیامت میں ظہور ہو گا۔ مثلاً دو تین سو مُردے زندہ ہو جائیں۔ اور بہشتی پھل ان کے پاس ہوں۔ اور وہ دوزخ کی آگ کی چنگاریاں بھی پاس رکھتے ہوں۔ اور شہر بہ شہر دورہ کریں اور ہر ایک نبی کی سچائی پر جو قوم کے درمیان ہو گواہی دیں۔ اور لوگ ان کو شناخت کریں کہ درحقیقت یہ لوگ مر چکے تھے اور اب زندہ ہو

گئے ہیں۔ اور وہ وعظوں اور لیکچروں سے شور مچادیں کہ یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے سچا ہے۔ سو یاد رہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ آئندہ قیامت سے پہلے کبھی ظاہر ہوں گے اور جو شخص دعوے کرتا ہے کہ ایسے معجزات کبھی ظاہر ہو چکے ہیں وہ محض بے بنیاد قصوں سے فریب خوردہ ہے۔ اور اس کو سنت اللہ کا کچھ بھی علم نہیں۔ اگر ایسے معجزات ظاہر ہوتے تو دنیا دنیا نہ رہتی اور ایمان لانے کا ایک ذرہ بھی ثواب باقی نہ رہتا۔ یاد رہے کہ معجزہ صرف حق و باطل میں فرق دکھلانے کے لئے اہل حق کو دیا جاتا ہے اور معجزہ کی اصل غرض و غایت صرف اس قدر ہے کہ عقلمندوں اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک مابہ الامتیاز قائم ہو جائے ۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۲ و ۳۳ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۸ء

معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق

معجزات انبیاء سابقیں — آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
پہلے نبیوں اور رسولوں کے نشاں — جن کا ہے قرآن کے اندر بیاں
بر ہمہ از جان و دل ایمان است — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
ان کو جان و دل سے ہم ہیں مانتے — ان کے منکر کو شقی ہیں جانتے

سراج منیر۔ مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ۔ سن ۱۸۹۷ء

اقتداری معجزاتِ رسولِ کریم صلعم معجزہ شق القمر

اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعے سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فلاح پر ایسا خلافِ عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو۔ اور سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔ یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدائے تعالیٰ نے پھینکا یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ

ہوئی دعا نہ تھی۔ کبھی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں، پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے سے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الہٰی مخلوط تھی۔

ہمارے ہادی و مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ تا روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا جو ہمیشہ ہر زمانہ میں حسب ضرورتِ زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے اور اس دُنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ اور الٰہی طاقت کا پرتو جس قدر اس امت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے۔ اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے۔

آئینہ کمالات اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۶۶ و ۶۷ ۱۸۹۳ء

معراج

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی بابت کسی نے سوال کیا۔ فرمایا سب برحق ہے۔ معراج ہوئی تھی۔ مگر یہ فانی بیداری اور فانی اشیاء کے ساتھ نہ تھی بلکہ وہ اور رنگ تھا۔ جبرئیل بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور نیچے اترتے تھے جس رنگ میں ان کا اترنا تھا۔ اسی رنگ میں آنحضرت کا چڑھنا ہوا تھا۔ نہ اترنے والا کسی کو اترتے نظر آیا تھا اور نہ چڑھنے والے کو کوئی چڑھتا دیکھ سکتا تھا۔ حدیث شریف میں جو بخاری میں آیا ہے کہ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ۔ یعنی پھر جاگ اٹھے۔ ٭ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ صفحہ ۱۹۰۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا۔ مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔ بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا مگر نورانی اور ایک بیداری تھی مگر کشفی اور نورانی جس کو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے

٭ الحکم جلد۔ نمبر ۱۵ صفحہ ۱۲ میں چھپا ہے کہ کشف کیا ہے اسی بیداری کے ساتھ کسی اور عالم پر تداخل ہوتا ہے۔ اس میں حواس کے معطل ہونے کی ضرورت نہیں دنیا کی بیداری بھی ہوتی ہے اور ایک نام سیوحیت بھی ہوتا ہے یعنی حالت بیداری ہوتی ہے اور اسرار غیبی بھی نظر آتے ہیں۔ (تقریر حضرت اقدس)

ر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو وہ نہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری
ے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا۔
س کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ
لَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں
نسان اس طرح اڑ کر آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔

الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ صفحہ ۲ ۱۹۰۶ء

بیشک ہم مانتے ہیں کہ آپ جسم کے ساتھ گئے تھے بیداری بھی تھی
سم بھی تھا۔ مگر وہ ایک اعلیٰ درجہ کی کشفی حالت تھی۔ اس دلیل کے واسطے
خاری کو دیکھ لو کہ یہ سارے کا سارا واقعہ لکھنے کے بعد لکھا ہو گا کہ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ بھلا اس کے کیا معنی؟ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ن کو بہت حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو ملا تھا اور جس
علم بہت بڑا تھا ان کی روایت یہ ہے اِسْتَيْقَظَ سے یہ مراد نہیں کہ
پ نے خواب دیکھا تھا بلکہ ایک قسم کی بیداری تھی۔ اور اس میں یہ بھی شعور تھا
مع جسم گئے یہ ایک خدا کا تصرف ہوتا ہے کہ غیبوبیت حس نہیں اور
ہ ایک نکتہ ہے۔ علم سے حل نہیں ہو سکتا بلکہ تجربہ صحیح اس کو حل کر سکتا
ہے۔

الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۵ صفحہ ۳ ۱۹۰۸ء

سیر معراج اس کثیف جسم کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ ایک نہایت
علیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔ ایسے کشف کی
الت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ رہنے
کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفس ناطقہ
ی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسلئے آپ اپنی

ستر اجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا
پہونچ گئے ... میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا۔ اور نہ کشف کے ادنیٰ در
میں سے اس کو کہتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت
بیداری سے بھی یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے کشف
میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ مگر اس جگہ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں ہ

ازالہ اوہام صہ ۲۲ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم آئینہ خدا نُما ہیں

مصطفےٰ آئینہ روئے خدا است
منعکس دروے ہماں خوئے خدا است

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے دیکھنے کیلئے وہ آئینہ ہے
جس میں خدا کی صفات کا عکس موجود ہے

گر ندیدستی خدا او را ببیں!
من رآنی قد رای الحق بایں یقیں

اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو مصطفےٰ کو دیکھ
یہ سچ ہے جس نے محمد کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا

مصطفےٰ مہر درخشان خدا است
بر عدوش لعنت ارض و سما است

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا روشن آفتاب ہے
اس کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنتیں ہیں

جان کنی صد کن بکین مصطفےٰ
رہ نہ بینی جز بہ دین مصطفےٰ

تو مصطفےٰ کی دشمنی میں خواہ اپنی جان دیدے
بغیر دین محمدی لا اسلام کے تو ہرگز ہدایت نہ پائیگا

از طفیل اوست نور ہر نبی!
نام ہر مرسل بنام او جلی

محمد کے طفیل سے ہی ہر نبی کا نور ہے
ہر ایک رسول کا نام محمد کے نام سے ہی روشن ہے

براہین احمدیہ صہ ۵۲۶ حاشیہ نمبر ۳

عندالعقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا

جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلّم ہے جس کی شعاعیں ہزار ہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بیشمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نورِ قدیم تک پہنچا رہی ہیں۔ لِلّٰہِ دَرُّ القائل

محمدِ عربی بادشاہ ہر دوسرا کرے ہے رُوحِ قدس جسکے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کیلئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کر لیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰی قَلْبَنَا لِحُبِّہٖ وَلِحُبِّ رَسُوْلِہٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِہٖ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ (سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص۲۴۳ ۱۸۸۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کے مظہر اتم ہیں

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

محمد صلعم کی شان اور مرتبہ کو سوائے خداوند کریم کے کون جانتا ہے ایسا وہ اپنے آپ سے جدا ہوا کہ میم بیچ میں سے جاتا رہا۔

زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

ایسا اپنے دلبر میں محو ہوا کہ بوجہ کمال اتحاد قرب کے رب رحیم کی صورت ہی نظر آنے لگا بسبب مظہر اتم ہونے کے

بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

محبوب حقیقی (یعنی خدا تعالیٰ) کی خوشبو اسکے منہ اور چہرہ سے مہکتی ہے اس کی حقانی صفات ذات کامل خدائے رحیم و کریم کی ہے

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم

اگرچہ مجھ (محمد) کو کوئی اعجاز دیگراں کی طرف منسوب کرے مگر میں تو بجز مصطفےٰ کے کسی کو ان سے بڑھ کر کوئی سوائے عرش نہیں دیکھتا

در عشق محمدؐ ایں سرو جانم رود ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں میرا یہ سر اور جان قربان ہو جائے یہی میری آرزو اور یہی میری دعا اور یہی میرے دل میں پختہ ارادہ ہے۔ توضیح مرام صـ ۲۳ سنہ ۱۸۹۰ء

کئی جگہ قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں ایک یہ آیت بھی ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل کو بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تمام تعلیمیں ذلیل و حقیر ہو گئیں اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورہ آل عمران کے تیسرے جزو میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالت شان خاتم الرسل پر جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت و جلالت کی اشاعت کرنے میں بہ دل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالت آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں ؎

سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۲۶ ۱۸۸۶ء

اعلیٰ وارفع واتم واکمل یعنی انسان کامل

ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائکہ میں بھی نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد و الماس میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ وارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق و مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ یعنی ان کو کہدے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدو جہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔

اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس حالت میں اللہ جلشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اول المسلمین رکھتا ہے اور تمام مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھیراتا ہے اور سب سے پہلی امانت کو واپس دینے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتا ہے تو پھر کیا بعد اس کے کہ کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ میں کسی طرح کا حرج کر سکے خدا تعالیٰ آیت موصوفہ بالا میں اسلام کیلئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھیراتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَعْظَمَ شَانُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (سبحان اللہ کس قدر عظیم شان ہے آپ کی یا رسول اللہ (ناقل)۔ موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیل تو اند۔ جملہ دریں راہ طفیل تو اند

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰ تا ۶۴ ۱۸۹۳ء)

حضرت رسول کریم محمدؐ و احمدؐ ہیں

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے　　　کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا | سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے
برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے | جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

درِثمین اُردو صفحہ ۷۰، ۷۱ و ۱۰۱

وہ اعلیٰ رسول اسی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ و احمدؐ ہے یہ دونوں نام ایسے اشرف ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اول یہی دو نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علت غائی ہیں اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں اور بہ باعث اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے اور ہر ایک سفید و سیاہ کی طرف آپ کو بھیجا اور ہر ایک اندھے اور بہرے اور گونگے کی اصلاح کیلئے آپ کو پسند فرمایا اور خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطا سے اس قدر آنجناب کو معطی کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا۔ خدا نے اپنے پاس سے آپ کو علم دیا اور اپنے پاس سے فہم عطا کیا اور اپنے پاس سے معرفت بخشی اور اپنے پاس سے پاک کیا اور اپنے پاس سے ادب سکھایا اور برگزیدگی کے پانی سے اپنے پاس سے نہلایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خدا کی تعریف کرنا واجب ہو گیا جو اس کے ہر کام کا آپ متکفل ہوا اور اپنی پناہ کی چادر کے نیچے جگہ دی اور ہر ایک کام آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کا اپنی توجہ خاص سے بغیر استادوں اور باپوں اور امیروں کے بنایا اور اپنے پاس سے اس پر ہر ایک قسم کی نعمت پوری کی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسادح نے خدا تعالیٰ کی وہ تعریف کی جو کوئی فکر اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی آنکھ اس کے نوروں کی حد کو نہیں پا سکتی اور اس نے خدا کی تعریف کو کمال تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ اس کے ذکروں میں گم اور فنا ہو گیا اور اس کی اس قدر تعریف کرنے اور خدا تعالیٰ کو صاحب تعریف ٹھیرانے کا سر یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے متواتر اور پے در پے اس پر فضل نازل کیے اور عنایت اس کے شامل حال کی جس نے ایک طرفۃ العین بھی اس کو اپنی کوشش اور سعی کا محتاج نہ کیا۔ جہاں تک کہ وجہ اللہ نے اس کے دل کو چیر کر اپنا دخل اس میں کیا اور اپنی محبت میں اس کو یگانہ بنایا۔ پس اس محسن کی تعریف کے لئے اس کے دل نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ کی تعریف اس کی دلی مراد ہو گئی اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو رسولوں اور نبیوں اور ابدالوں میں سے عطا نہیں ہوا کیونکہ ان لوگوں نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں بتوسط عالموں اور باپوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا اور جو کچھ ان کو ملا اسی چشمہ فضل و عطا سے ملا۔ پس دوسروں کے دل حمد الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آسکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا۔ کیونکہ ان کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولی تھا پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے خدا کی توحید اور ثنا ایسی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور ان کی نعمتوں میں

انسان کے ہاتھ کی ملونی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح انکو تمام علوم بے واسطہ نہیں دیے گئے اور ان کے تمام امور کا بلا واسطہ خدا متولی نہیں ہوا۔ اور نہ تمام امور میں بے واسطہ ان کی تائید کی گئی۔ پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور بجز آنجناب کے کوئی احمد ہے اور یہ وہ بھید ہے جس کو محض ابدال کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ اور پھر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں اس وجہ سے تھیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اختیار کر لیا تھا اور ہوا و نفس سے الگ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور اخلاق اور صدق اور توحید سے اس کی طرف دوڑے تھے سو خدا نے وہ تعریفیں بطور انعام کے ان کی طرف واپس کر دیں اور تمام یگانہ صدیقوں سے اس کی یہی عادت ہے کہ وہ حامد کو محمود بنا دیتا ہے بس ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان میں تعریف کیا گیا۔ اور اس مقام کو کوئی شخص بجز صاحب معرفت کے نہیں پہچانتا۔

نجم الہدیٰ عربی اردو فارسی صفحہ ۳۰۲ ۱۸۹۸ء

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہنی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابل شرم

جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزار ہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولےٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ[1] صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں سو ہم اپنے خدائے پاک ذو الجلال کا شکریہ کریں کہ اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچے تقوے اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰؑ کے لئے ہرگز نہیں! کیا حضرت داؤد کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا حضرت مسیح

---

[1] ان نشانات کو اگر کوئی طالب صادق دیکھنا چاہے جس سے بانیٔ اسلام الف علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ نبوت وکتاب اور خدائے اسلام کے الحیّ القیوم ہونے کا ثبوت ملتا ہے تو وہ شخص تریاق القلوب کو مؤلف رسالہ ہذا سے بذریعہ نقد قیمت یا وی پی منگوا کر مطالعہ کرے۔

علیہ السلام کے لئے ؟ ہرگز نہیں! کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں! جسمانی زندگی کا ذکر بیسود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر حسن اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پرانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں...... اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں الو بولتے ہیں۔ اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں ان کے شامل حال رہیں۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال وکمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا۔ اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو۔

اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں ؛ تریاق القلوب ص۵ تا ۷ ۱۹۰۲ء

اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حیات جاودانی ہے

قرآن کریم کا بڑے زور شور سے دعوٰے ہے کہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے۔ وہ تمام لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مردے ہیں جن میں اس حیات کی روح نہیں۔ اور حیات روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی قوٰے ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ جن احکام پر اللہ جلشانہٗ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ چھ سو ہیں ایسا ہی اس کے مقابل پر جبرائیل علیہ السلام کے پر بھی چھ سو ہیں اور بیضہ بشریت جب تک چھ سو حکم کو سر پر رکھ کر جبرائیلؑ کے پروں کے نیچے نہ آوے اس میں فنا فی اللہ ہونے کا بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور انسانی حقیقت اپنے اندر چھ سو بیضہ کی استعداد رکھتی ہے پس جس شخص کا چھ سو بیضہ استعداد

جبرائیل کے چھ سو پر کے نیچے آگیا وہ انسان کامل اور یہ تولّد اس کا تولّد کامل اور یہ حیات حیاتِ کامل ہے ۔ اور غور کی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ بیضہ بشریت کے روحانی بچے جو روح القدس کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے پیدا ہوئے وہ اپنی کمیّت اور کیفیت اور صورت اور نوع اور حالت میں تمام انبیاء کے بچوں سے اتم اور اکمل ہیں ۔ اس کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو ۔ اور درحقیقت جس قدر قرآنی تعلیم کے کمالات خاصہ ہیں وہ اس امت مرحومہ کے استعدادی کمالات پر شاہد ہیں ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۷ سنہ ۱۸۹۳ء

قرآنِ کریم میں آئندہ نبی کی آمد کا ذکر!

خدا نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کے جنگ ہوں گے ۔ اور دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرے گا تا اس کو نابود کر دے اور لوگ اس جنگ و جدال میں مشغول ہونگے کہ اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے ؟ وہ اس کا نبی ہو گا ۔ جو اس کی آواز کو پا کر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت کرے گا ۔ پس اس آواز کے ساتھ خدا تمام سعیدوں کو ایک جگہ جمع کر دے گا تب کوئی اسلام سے محروم نہیں رہے گا ۔ مگر وہی جس کو شقاوت ازلی نے روک رکھا ہو گا ۔ پس یقیناً سمجھو کہ یہ وہی

دن ہیں جو خدا کے دن کہلاتے ہیں۔ اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا تو یہ نئی بات نہیں دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَاحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ یعنی بندوں پر افسوس کہ کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء)

اِتّباعِ نبوی کے برکات سے خاص حضرت اقدس سیّدنا احمد قادیانی کا مستفیض ہونا!

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسُلِ اَحْمَدُ
اور بیشک میرا پیشوا تمام رسولوں کا سردار احمد ہے

رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعًا وَرَبِّیْ یَنْظُرُ
میں راضی ہوں اس کی فرمانبرداری پر اور میرا خدا دیکھتا ہے

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا
قسم ہے مجھ کو اللہ کی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوں

وَفِیْ کُلِّ آنٍ مِّنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ
اور ہر آن اس سے نور حاصل کرتا ہوں

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۰۶ ۱۸۹۴ء

میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیا اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں۔ کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اس جگہ یہ بھی

بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفا اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء صفحہ ۶۱ و ۶۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مقامِ نبوّت کا حصول

یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ ہمارے سیّد و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا۔ اس لئے ختم نبوّت کی مُہر کو توڑ کر اُسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دُنیا میں لائے گا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبۂ نبوت پایا اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی۔ اور نہیں خیال کرتے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکھلانا کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ایک دھوکہ دینا ہے اور ان کا اعتقاد ہے کہ باعتبار اپنے دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسیٰ ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حکم ہے اور نہیں سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تھا کہ جیسا کہ اسی امت میں مثیل یہود پیدا ہوں گے ایسا ہی اسی امت میں سے مثیل عیسیٰ بھی پیدا کرے جو ایک پہلو سے امتی ہو اور ایک پہلو سے نبی ہو۔

چشمہ مسیحی حاشیہ صفحہ ۶۷ و ۶۸ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء

امتی نبی

بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے۔ تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے۔ اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی

نہیں ہے۔ ختمِ نبوت کے منافی ہے۔
(چشمہ مسیحی صفحہ ۴۱ حاشیہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوئ نبوت

اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوئ نبوت اور آپ میں اور دیگر مجددینِ اُمت میں فرق

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ بیان ان کا سراسر افتراء ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے

ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری ۱۳۰۰ میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے

مَیں ہی ایک فردِ مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اُمورِ غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۱ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع اور غیر شریعت نبوّت کا دعویٰ

مَیں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں

کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوّت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی نبوّت کا ایک ظلّ ہے۔ اور بجز اس کے میری نبوّت کچھ بھی نہیں وہی نبوّتِ محمّدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔

(تجلیات الٰہیہ ص۲۴ و ۲۵)

حضرت اقدس مرزا صاحب کی فنافی الرّسولی حالت

بسکہ من در عشق او گشتم نہاں
من ہمانم من ہمانم من ہماں

جان من از جان او یابد غذا!
از گریبانم عیاں شد آں ذکا

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسمِ وحید

فارغ افتادم بدو از عزو جاہ
دل زکف واز فرق افتادہ کلاہ

بر من ایں بہتاں کہ من ز آستاں
تافتم سر ایں چہ کذب فاسقاں

سر تبابد زاں مومن چوں منے
لعنت حق بر گمان و دشمنے!

آں منم کاندر رہ آں سرورے
درمیانِ خاک و خوں بینی سرے

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاوّل کند جاں را نثار

گر ہمیں کفر است نزدکیں ورے
خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

درثمین فارسی ص۱۲۵ ۱۹۰۸ء

دُرود شریف کے فضائل

دُرود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر۔ اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے۔ اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

تقریر حضرت مسیح موعود نمبرا ۱۰ جون ۱۸۹۹ء

محفل میلاد شریف کی نسبت

محض تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ چیز ہے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے اور آپ کے اتباع کے لئے تحریک ہوتی ہے۔ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں بھی اسی لئے بعض تذکرے موجود ہیں جیسے فرمایا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ لیکن اگر تذکروں کے بیان میں بعض بدعات ملادی جاویں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ موجب رحمت ہے مگر غیر مشروع امور و بدعات منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ ہم خود اس امر کے مجاز نہیں ہیں کہ آپ کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھیں۔ اس مسئلہ میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ بعض لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہی حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کو حرام کہنا بڑی بیباکی ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع خدائے تعالیٰ کا محبوب بنانے کا ذریعہ اور اصل باعث ہے اور اتباع کا جوش تذکرے سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی تحریک ہوتی ہے۔

جو شخص خشک وہابی بنتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں جگہ نہیں دیتا وہ بیدین آدمی ہے۔ اولیاء انبیاء سے محبت رکھنے سے قوت ایمانی بڑھتی ہے۔ مشرک بھی سچی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں رکھ سکتا اور ایسا ہی وہابی بھی نہیں کر سکتا۔ یہ مسلمانوں کے آریہ ہیں۔ ان میں روحانیت نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ اور اس کے سچے رسول سے محبت نہیں ہے۔ پس اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ میرے نزدیک جیسا کہ وہابی کہتے ہیں حرام نہیں بلکہ یہ اتباع کی تحریک کے لئے مناسب ہے۔ جو لوگ مشرکانہ رنگ میں بعض بدعتیں پیدا کرتے ہیں وہ حرام ہیں ؛

اخبار الحکم نمبر ۱۱ جلد ۷ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ کالم اول

حضرت اقدس سیدنا احمد قادیانی کا مذہب

نَعْتَقِدُ اَنَّ رَسُوْلَنَا خَیْرُ الرُّسُلِ وَاَفْضَلُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ مَنْ یَّاْتِیْ وَخَلَا۔ ھُوَ سَلَّکَنِیْ بِنَفْسِہِ الْمُبَارَکَۃِ وَرَبَّانِیْ بِیَدِہٖ الطَّاھِرَۃِ الْمُطَھَّرَۃِ وَاَرَانِیْ عَظْمَتَہٗ وَمَلَکُوْتَہٗ وَعَرَضَنِیْ بِاَسْرَارِہٖ الْعُلْیَا وَنَعْتَقِدُ اَنَّ کُلَّ

اٰيَةَ الْقُرْاٰنِ بَحْرٌ مَّوَّاجٌ مَّمْلُوٌّ مِّنْ دَقَائِقِ الْهُدٰى وَبَاطِلٌ مَا يُعَارِضُهٗ وَيُخَالِفُ بَيَانَاتِهٖ مِنْ قِصَصٍ وَعُلُوْمِ الدُّنْيَا وَ الْعُقْبٰى وَنَعْتَقِدُ اَنَّ النَّجَاةَ فِى الْاِسْلَامِ وَاتِّبَاعِ نَبِيِّنَا سَيِّدِ الْوَرٰى وَكُلُّ مَا هُوَ خِلَافُ الْاِسْلَامِ فَنَحْنُ بَرِيْٓئُوْنَ مِنْهَا وَنُؤْمِنُ بِكُلِّ مَا جَآءَ بِهٖ رَسُوْلُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ لَّمْ نَعْلَمْ حَقِيْقَتَهُ الْعُلْيَا وَمَنْ قَالَ فِيْنَا خِلَافَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَذَبَ عَلَيْنَا وَافْتَرٰى فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُصَدِّقُوْا اَقْوَالَ كُلِّ ضَنِيْنٍ مَّهِيْنٍ سَعٰى اِلَى الْكَتْنِيْنِ. وَمَالَ اِلَى الْكَافِرِىْ بِغَيْلُوْلَتِهٖ رَاْيَهٗ وَاتَّبَعَ الْهَوٰى. وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاِسْلَامَ دِيْنِىْ وَعَلَى التَّوْحِيْدِ يَقِيْنِىْ وَمَا ضَلَّ قَلْبِىْ وَمَا غَوٰى وَتَرْكُ الْقُرْاٰنِ وَاتَّبَعَ قِيَاسًا فَهُوَ كَرَجُلٍ اِفْتَرَسَ اِفْتِرَاسًا وَوَقَعَ فِى الْوِهَادِ مِنَ الْمَهْلَكَةِ وَهَلَكَ وَفَنٰى وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّىْ عَاشِقُ الْاِسْلَامِ وَفِدَاءُ حَضْرَةِ خَيْرِ الْاَنَامِ وَغُلَامُ اَحْمَدَ الْمُصْطَفٰى ۔ التبلیغ صفحہ ۳۸۷ و ۳۸۸ ۱۸۹۳ء

ترجمہ فارسی

اعتقاد داریم براینکہ رسول ما خیر رسل و افضل المرسلین و خاتم الانبیاء و افضل ہمہ آئندہ و گذشتہ می باشد۔ او (صلی اللہ علیہ وسلم) مرا بہ نفس نفیس خود ارتباط بخشیدہ وبدست پاک دپاک کنندہ خودش مرا تربیت فرمودہ و برمن عظمت وملکوت خود را آشکار ساختہ واسرار بزرگ خود مرا آموختہ۔ اعتقاد داریم براینکہ ہر آیتے از قرآن بحر مواجیست کہ از دقائق ہدایت پُر است۔ و اعتقاد داریم براینکہ جنت حق است و نار

حق است و حشر اجساد حق است و معجزات انبیاء حق است و اعتقاد داریم براینکہ نجات در اسلام و اتباع نبی ما سید انام است علیہ الصلوٰۃ والسلام و ہرچہ مخالف اسلام است ازاں بری ہستیم و بانچہ رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ ایمان آریم اگرچہ پے بہ حقیقت بلند آں نہ بردہ باشیم و ہر کس کہ از بابت ما خلاف آں گفتگو کردہ او بر ما دروغ و افترا بستہ باشد پس از خلابتر سید و ہر بخیل خوار را کہ مانند مار بگزید نم میدود۔ و از ضعف رائے رغبت در تکفیر من دارد و پیرو خواہش بد است تصدیق نہ کنید۔ و آگاہ باشید کہ اسلام دین من و بر توحید یقین من است و گاہے قلب من از راہ نہ رفتہ و دنبال گمراہی را نہ گرفتہ و ہر کہ قرآن را گزاشت و قیاس را اتباع کرد مثل او مثل شخصے باشد کہ گرگش از بہم درید و در بیاباں جانگزا افتاد و جان را بہ باد داد۔ خدا تعالیٰ خوب میداند کہ من عاشق اسلام و فدائے سید انام و غلام احمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) می باشم ؎

التبلیغ ص ۳۹۲ و ۳۹۳ ۱۸۹۳ء

ترجمۂ اردو

ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے بہتر اور افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور تمام ان مسلمانوں سے جو گذر چکے یا آئندہ قیامت تک ہوں گے افضل ہیں اور آنحضرتؐ نے خود بہ نفس نفیس اپنے دستِ مبارک سے مجھ کو تربیت فرمایا ہے۔ اور مجھ پر اپنی عظمت و شان کو ظاہر کر کے بڑے بڑے اپنے اسرار مجھ کو سکھلائے ہیں)۔ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں اس پر کہ قرآن شریف

کی ہر ایک آیت ایک موجزن دریا ہے۔ جو ہدایت کی ہر قسم کی باریکیوں سے پُر ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ اور قیامت اور معجزات انبیاء حق ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واطاعت کرنے سے ہو سکتی ہے۔ اور جو کچھ اسلامی تعلیم کے برخلاف ہے ہم اس سے بیزار اور بری ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے لائے اس پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ ہم اس کی حقیقت اور کنہ کو نہ بھی جانتے ہوں۔ اور جو شخص ان عقائد کے خلاف ہماری طرف کوئی عقیدہ منسوب کرتا ہے وہ ہم پر جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے۔ پس اے لوگو خدا سے ڈرو اور جو بخیل ذلیل سانپ کی طرح مجھے کاٹنے کو دوڑتا اور جہالت ونادانی سے اپنی خواہشات اور ہواو نفسانی کا پیرو ہو کر میری تکفیر کرتا ہے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرو۔ اور آگاہ رہو کہ اسلام میرا دین اور توحید پر میرا یقین ہے۔ اور میرا دل کبھی کج رو ہو کر گمراہی کے پیچھے نہیں پڑا۔ اور جو شخص قرآن مجید کو چھوڑ کر قیاسی باتوں پر چلتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جو ایک خطرناک جنگل میں ہر طرح کے درندے ہوں داخل ہو گیا اور ایک بھیڑیئے نے آکر اس کو پھاڑ ڈالا۔ اور وہ جان سے مارا گیا۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اسلام کا عاشق اور جان نثار غلام حضرت سیّد انام احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں ۔

التبلیغ صفحہ ۳۹۲ و ۳۹۳ ۱۸۹۳ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی نبوّت سے انکار کے متعلق وضاحت

جس جس جگہ میں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۹ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء)

نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوّت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوّت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر

محمدؐ اور احمدؐ ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ لَیْسَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِ الدُّنْیَا وَلٰکِنَّ ھُوَ اَبٌ لِرِجَالِ الْاٰخِرَۃِ لِاَنَّہٗ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَلَا سَبِیْلَ اِلٰی فُیُوْضِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ تَوَسُّطِہٖ۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے۔ اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسٰےؑ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رُو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جس کو بغیر توسط آنجناب

اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ وَمَنِ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک، اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو۔ اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے نہیں آسکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ * سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رُو

---

* یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت (بقیہ برصفحہ ۸۱)

سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔

ایک غلطی کا ازالہ ص۵ تا ۷ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء

یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ کو خاتم النبیّین نہیں مانتے یہ ہم پر افترا ہے ہم جس قوت یقین اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے محض ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے۔ مگر ہم بصیرت تام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰) نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔

جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت پر کمال نبوت ختم ہو گئے۔
(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸)

وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو

لہ حاشیہ۔ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ ؑ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ ؑ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔

اس پر وحی الہٰی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸ ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہم مسلماں ہیں بافضالِ خدا — مصطفیٰ اپنا امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

جب ہوئے پیدا اسی دیں پر ہوئے — ساتھ لے جائیں گے وقتِ مرگ اسے

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست — بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

جس سے قرآں کے ہم جیتے ہیں! — بادۂ عرفاں اسی سے پیتے ہیں!

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام — دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

دامنِ پاکِ محمدِ مصطفیٰ — رکھتے ہیں ہم ہاتھ میں اپنے سدا

مہرِ او با شیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

دودھ کے ساتھ اس کی الفت ہم نے پی — اب تو جاں کے ساتھ تن سے جائے گی

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

ہے وہ خیر الانبیاء خیر الانام — ہر نبوت کا ہے اس پر اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

اس سے ہم لیتے ہیں آب معرفت — اس سے پیتے ہیں شراب معرفت

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود

یہ عطیے وحی اور الہام کے — ہیں اسی کے آستانِ فیض سے

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال

ہیں اسی سے لیتے ہر نور و کمال — ہے خدا کا وصل بے اس کے محال

اقتدار قول او در جان ماست — ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

قول اس کا دل سے کرتے ہیں قبول — پیروی اس کی ہمارا ہے اصول!

از ملائک و از خبر ہائے معاد — ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد

تذکرے جن و ملک اور حشر کے — جو بیاں اس پاک سرور نے کئے

آں ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آں مستحق لعنت است

وہ سبھی اللہ کی جانب کے ہیں! — اس کے منکر مستحق لعنت کے ہیں

معجزات او ہمہ حق اندو راست — منکر آں مورد لعن خدا است

سچے ہیں اور حق ہیں سب اُسکے معجزے — لعنت حق ان کے منکر پر پڑے

معجزاتِ انبیاء سابقیں — آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں!

پہلے نبیوں اور رسولوں کے نشاں — جن کا ہے قرآن کے اندر بیاں

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاء ست

ان کو جان و دل سے ہم ہیں مانتے — ان کے منکر کو شقی ہیں جانتے

یک قدم دوری ازاں عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

ایک قسم جو اس کی درگاہ سے ہو دُور   ہے وہ خاسر اور کافر بالضرور

سراج منیر۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود مئی ۱۸۹۷ء

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق۔ اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور

اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلسنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا ہے کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالْمُفْتَرِيْنَ

از ایام الصلح صفحہ ۸۶ و ۸۷ مصنفہ حضرت مسیح موعود۔ جنوری ۱۸۹۹ء

عقائدِ احمدیہ

اے شاہِ فرقان و پیغمبریم! بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کرینگے

یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بغیر اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج۔ بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں۔ ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظلّ کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے ؏

غرض ہمارا ان باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور دقائق آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات میں ہی داخل کر لیتے ہیں۔ حالانکہ معارف مخفیہ قرآن و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں اور علمائے وقت ان کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بہ نظر انکار و استہزا ان کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کے لئے ظہر و بطن دونوں ہیں۔ اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

از ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۹ سنہ ۱۸۹۱ء

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں | محمدؐ است فروزندہ زمین و زماں
خدا نہ گویمش از ترس حق مگر بخدا | خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

کتاب البریہ۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۸۹۸ء

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں | دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے | جان بھی اسلام پر قربان ہے

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

درثمین ۔ از حضرت مسیح موعودؑ

اسلامی احکام و عقائد کے پورے متبع ہونے پر خود حضرت احمد موعودؑ کی حلف

بعد حمد و صلوٰۃ میں عبداللہ الاحد الصمد احمدؐ ولد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم (جو مولف کتاب براہین احمدیہ ہوں) حضرت خداوند کریم جلشانہ و عز اسمہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اکثر حصہ اپنی عمر عزیز کا تحقیق دین میں خرچ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں سچا اور منجانب اللہ مذہب دین اسلام ہے اور حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے رسول اور افضل الرسل ہیں اور قرآن شریف اللہ جلشانہٗ کا پاک و کامل کلام ہے جو تمام پاک صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے۔ اور جو کچھ اس کلام مقدس میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوب ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور اپنے دوسرے جمیع صفات میں واحد لاشریک ہے۔ اور سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق اور وفادار ایمان داروں کو ہمیشہ کے لئے نجات دے گا۔ اور وہ رحمٰن اور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ ایسا ہی دوسری صفات الٰہیہ

و دیگر تعلیمات جو قرآن شریف میں لکھی ہیں یہ سب صحیح اور درست ہیں اور میں دلی یقین سے ان سب امور کو سچ جانتا ہوں اور دل و جان سے ان پر یقین رکھتا ہوں ۔ سرمہ چشم آریہ صـ ۲۵۲ ۱۸۸۶ء

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق حضرت اقدس سیدنا احمدؑ کی حلف

مَیں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں ۔ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدائے تعالےٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالےٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے یہ خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائیگا ۔ مَیں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا ۔

کرامات الصادقین صـ ۲۵ ۱۸۹۳ء

نبوّت کی حقیقت اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوّت

اسلام کلام الٰہی کی صفت کو کبھی معطل نہیں کرتا اور اسلام کی رُو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا۔ اب بھی کرتا ہے ۔ اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنے پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے ۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوّت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ حالانکہ نبوّت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے ۔ صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء)

ختم نبوت

إِنَّا مُسْلِمُونَ نُؤْمِنُ بِكِتَابِ اللهِ الْفُرْقَانِ. وَنُؤْمِنُ
بِأَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا نَبِيُّهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّهُ جَاءَ بِخَيْرِ
الْأَدْيَانِ وَنُؤْمِنُ بِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. إِلَّا
الَّذِي رُبِّيَ مِنْ فَيْضِهِ وَأَظْهَرَهُ وَعْدَهُ. وَلِلّٰهِ مُكَالَمَاتٌ
وَمُخَاطَبَاتٌ مَعَ أَوْلِيَائِهِ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ. وَإِنَّهُمْ يُعْطَوْنَ
صِبْغَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَيْسُوا نَبِيِّينَ فِي الْحَقِيقَةِ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَكْمَلَ
وَطَرَ الشَّرِيعَةِ. وَلَا يُعْطَوْنَ إِلَّا فَهْمَ الْقُرْآنِ وَلَا يَزِيدُونَ
عَلَيْهِ وَلَا يَنْقُصُونَ مِنْهُ. وَمَنْ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَأُولٰئِكَ مِنَ
الشَّيَاطِينِ الْفَجَرَةِ. وَنَعْنِي بِخَتْمِ النُّبُوَّةِ خَتْمَ كَمَالَاتِهَا
عَلَى نَبِيِّنَا الَّذِي هُوَ أَفْضَلُ رُسُلِ اللهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَنَعْتَقِدُ
بِأَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ إِلَّا الَّذِي هُوَ مِنْ أُمَّتِهِ وَمِنْ أَكْمَلِ أَتْبَاعِهِ
الَّذِي وَجَدَ الْفَيْضَ كُلَّهُ مِنْ رُوحَانِيَّتِهِ وَأَضَاءَ بِضِيَائِهِ فَهُنَاكَ
لَا غَيْرَ وَلَا مَقَامَ الْغَيْرَةِ وَلَيْسَتْ بِنُبُوَّةٍ أُخْرَى وَلَا مَحَلَّ لِلْغَيْرَةِ
بَلْ هُوَ أَحْمَدُ تَجَلَّى فِي مُسْتَجْلٍ آخَرَ وَلَا يَغَارُ رَجُلٌ عَلَى
صُورَتِهِ الَّتِي أَرَاهُ اللهُ فِي مِرْآةٍ وَأَظْهَرَ فَإِنَّ الْغَيْرَةَ لَا تَهِيجُ
عَلَى التَّلَامِذَةِ وَالْأَبْنَاءِ فَمَنْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ وَفِي النَّبِيِّ فَإِنَّمَا
هُوَ هُوَ لِأَنَّهُ فِي أَتَمِّ مَقَامِ الْفَنَاءِ وَمُصَبَّغٌ بِصِبْغَتِهِ وَمُرْتَدٍ
بِتِلْكَ الرِّدَاءِ وَقَدْ وَجَدَ الْوُجُودَ مِنْهُ وَبَلَغَ مِنْهُ كَمَالَ النَّشْوِ وَالنَّمَاءِ

وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلٰی بَرَکَاتِ نَبِیِّنَا وَیَرَی النَّاسُ حُسْنَهٗ فِیْ حُلَلِ التَّابِعِیْنَ الْفَانِیْنَ فِیْهِ بِکَمَالِ الْمَحَبَّةِ وَالصَّفَاءِ وَمِنَ الْجَهْلِ اَنْ یَّقُوْمَ اَحَدٌ لِلْمِرَاءِ بَلْ هٰذَا هُوَ ثُبُوْتٌ مِنَ اللّٰهِ بِنَفْیِ کَوْنِهٖ اَبْتَرَ۔ وَلَا حَاجَةَ اِلٰی تَفْصِیْلٍ لِمَنْ تَدَبَّرَ۔ وَاِنَّهٗ مَا کَانَ اَبَا اَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِ مِنْ حَیْثُ الْجِسْمَانِیَّةِ وَلٰکِنَّهٗ اَبٌ مِنْ حَیْثُ فَیْضِ الرِّسَالَةِ لِمَنْ کَمَلَ فِی الرُّوْحَانِیَّةِ وَاِنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَعَلَمُ الْمَقْبُوْلِیْنَ وَلَا یَدْخُلُ الْحَضْرَةَ اَبَدًا اِلَّا الَّذِیْ مَعَهٗ نَقْشُ خَاتَمِهٖ وَآثَارُ سُنَّتِهٖ وَلَنْ یُّقْبَلَ عَمَلٌ وَلَا عِبَادَةٌ اِلَّا بَعْدَ الْاِقْرَارِ بِرِسَالَتِهٖ وَالثَّبَاتِ عَلٰی دِیْنِهٖ وَمِلَّتِهٖ وَقَدْ هَلَکَ مَنْ تَرَکَهٗ وَمَا تَبِعَهٗ فِیْ جَمِیْعِ سُنَنِهٖ عَلٰی قَدْرِ وُسْعِهٖ وَطَاقَتِهٖ وَلَا شَرِیْعَةَ بَعْدَهٗ وَلَا نَاسِخَ لِکِتَابِهٖ وَوَصِیَّتِهٖ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَتِهٖ وَلَا قَطْرَ کَمُزْنَتِهٖ وَمَنْ خَرَجَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَلَنْ یُّفْلِحَ اَحَدٌ حَتّٰی یَتَّبِعَ کُلَّ مَا ثَبَتَ مِنْ نَبِیِّنَا الْمُصْطَفٰی وَمَنْ تَرَکَ مِقْدَارَ ذَرَّةٍ مِنْ وَصَایَاهُ فَقَدْ هَوٰی۔

وَمَنِ ادَّعَی النُّبُوَّةَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَمَا اعْتَقَدَ بِاَنَّهٗ رُبِّیَ مِنْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ وَبِاَنَّهٗ لَیْسَ هُوَ شَیْئًا مِنْ دُوْنِ هٰذِهِ الْاُسْوَةِ۔ وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ خَاتَمُ الشَّرَائِعِ فَقَدْ هَلَکَ وَاَلْحَقَ نَفْسَهٗ بِالْکَفَرَةِ الْفَجَرَةِ وَمَنِ ادَّعَی النُّبُوَّةَ وَلَمْ یَعْتَقِدْ بِاَنَّهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ وَبِاَنَّهٗ وَجَدَ کُلَّمَا وَجَدَ مِنْ فَیْضَانِهٖ وَاَنَّهٗ ثَمَرَةٌ مِنْ بُسْتَانِهٖ

وقطرة مِنْ تهتانِہٖ و شعشع مِنْ لمعَانِہٖ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ
وَلعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اَنْصَارِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ وَاَعْوَانِہٖ
لَا نَبِیَّ لَنَا تَحْتَ السَّمَاءِ مِنْ دُوْنِ نَبِیِّنَا الْمُجْتَبٰی
وَلَا کِتَابَ لَنَا مِنْ دُوْنِ الْقُرْآنِ۔ وَکُلُّ مَنْ خَالَفَہٗ
فَقَدْ جَرَّ نَفْسَہٗ اِلَی اللَّظٰی وَمَنْ اَنْکَرَ اَحَادِیْثَ نَبِیِّنَا
الَّتِیْ قَدْ نُقِدَتْ وَلَا تُعَارِضُ الْقُرْآنَ فَھُوَ اَخُو اِبْلِیْسَ
وَاِنَّہٗ اَبْتَاعَ لِنَفْسِہٖ اللَّعْنَۃَ وَ اَضَاعَ الْاِیْمَانَ۔ وَ
اِنَّ الْقُرْآنَ مُقَدَّمٌ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ ؛

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶ تا ۶۹)

ترجمۂ اُردو

ہم مسلمان ہیں خدا کی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں۔ اور ان کا دین سب دینوں سے افضل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ شخص جس نے اس کے فیض سے پرورش پائی ہو اور ان کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہو۔ اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور وہ انبیاء کے مثل بنائے جاتے ہیں اور حقیقی طور پر وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔ ان کو سوائے فہم قرآن شریف کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کر سکتے ہیں قرآن شریف میں سے

کچھ ۔ اور جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم و بیش کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے ۔ اور ہماری مراد ختم نبوّت سے یہ ہے کہ تمام کمالات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے جو کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں اور تمام نبیوں سے اکمل ۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن وہ شخص جو آپ کا امتی ہو اور آپ کی روحانیت سے فیض یافتہ ہو ۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور مقبولان الٰہی کے لئے نشان اور بارگاہ رب العزت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش اور پیروی کی سند نہ ہو ۔ اور کوئی عمل یا عبادت قبول نہ ہو گی جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار اور آپ کے دین اسلام پر ثابت و قائم نہ ہو ۔ اور وہ شخص ہلاک ہو گیا جس نے آپ کو چھوڑ دیا ۔ اور بقدر طاقت و وسعت تمام امور میں آپ کی پیروی نہ کی ۔ کوئی شریعت جدید آپ کے بعد نہیں اور نہ کوئی کتاب آپ کی شریعت اور کتاب کو منسوخ کرنے والی ہو سکتی ہے ۔ اور کوئی شخص آپ کے کلمہ کو بدل نہیں سکتا ۔ اور اب کوئی بارش آپ کی بارش جیسی نہیں ہو گی ۔ اور جس نے ایک ذرہ برابر قرآن سے روگردانی کی وہ ایمان سے خارج ہو گیا اور ہر گز کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ ان تمام امور میں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکے آپ کی پیروی نہ کرے اور جس نے ایک رتی بھر آپ کی وصیت کو چھوڑ دیا بس وہ گمراہ ہو گیا ۔ اور جو کہ امتِ محمدیہ میں سے دعوے نبوت کرے اور اس کا اعتقاد یہ نہ ہو کہ اس نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور وہ یہ اعتقاد نہ

رکھتا ہو کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کچھ چیز نہیں ہے اور قرآن کریم خاتم شریعت ہے پس وہ ہلاک ہو کر کافروں اور بدکاروں میں جا ملا۔ اور جس شخص نے دعوئے نبوت کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے اور یہ جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے آپ کا ہی فیضان ہے اور یہ ایک ثمر ہے آپ کے ہی باغ کا اور ایک قطرہ ہے آپ کی بارش کا اور ایک شعاع ہے آپ کی شعاعوں میں سے پس وہ لعنتی ہے اور اس پر اور اس کے تمام انصار اور معتقدین و متبعین اور تعلق داروں پر خدا کی لعنت ہے۔ ہمارے لیے بجز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں اور کوئی کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں۔ پس جس نے قرآن مجید کی مخالفت کی اس نے اپنے تئیں جہنم کی طرف کھینچا اور جس نے آپ کی ان احادیث صحیحہ کا انکار کیا جن کی تنقید ہو چکی اور قرآن شریف کے مخالف نہیں ہیں وہ شیطان کا بھائی ہے جس نے ایمان کو ضائع کر کے اپنے لئے لعنت خرید لی۔ اور قرآن شریف ہر چیز سے مقدم ہے ؎

ترجمہ از مواہب الرحمٰن عربی ص۶۶ تا ۷۰ سنہ ۱۹۰۳ء یہ کتاب اہل مصر کیواسطے لکھ کر بھیجی گئی ہے

عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے ؎

کشتی نوح ص۱۰-۶ء اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس سیدنا احمد موعود کو اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ تھا

حضور کا وہ مکتوب ہے جو آخری مکتوب کہلاتا ہے اور جو ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام لاہور میں شائع ہوا تھا۔ جس کی عبارت یہ ہے:۔

حضرت احمد کے اصطلاح میں حقیقی نبوت کے معنے

یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں لکھتا ہوا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں۔

نبوت کی وہ تعریف جس کے مدعی حضرت احمد ہیں

اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ جب تک کہ انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت

کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں :-

مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔

(اخبار عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

وَاِنْ قَالَ قَائِلٌ کَیْفَ یَکُوْنُ نَبِیٌّ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَقَدْ خَتَمَ اللّٰہُ عَلَی النُّبُوَّۃِ

فَالْجَوَابُ. اِنَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ مَا سَمّٰی ھٰذَا الرَّجُلَ نَبِیًّا اِلَّا لِاِثْبَاتِ کَمَالِ نُبُوَّۃِ سَیِّدِنَا خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ فَاِنَّ ثُبُوْتَ کَمَالِ النَّبِیِّ لَا یَتَحَقَّقُ اِلَّا بِثُبُوْتِ کَمَالِ الْاُمَّۃِ وَمِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ ادِّعَاءٌ مَحْضٌ لَا دَلِیْلَ عَلَیْہِ عِنْدَ اَھْلِ الْفِطْنَۃِ وَلَا مَعْنٰی لِخَتْمِ النُّبُوَّۃِ عَلٰی فَرْدٍ مِنْ غَیْرِ اَنْ تُخْتَتَمَ کَمَالَاتُ النُّبُوَّۃِ عَلٰی ذٰلِکَ الْفَرْدِ وَمِنَ الْکَمَالَاتِ الْعُظْمٰی کَمَالُ النَّبِیِّ فِی الْاِفَاضَۃِ وَھُوَ لَا یَثْبُتُ مِنْ غَیْرِ نَمُوْذَجٍ یُوْجَدُ فِی الْاُمَّۃِ. ثُمَّ مَعَ ذٰلِکَ ذَکَرْتُ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَنَّ اللّٰہَ مَا اَرَادَ مِنْ نُبُوَّتِیْ اِلَّا کَثْرَۃَ الْمُکَالَمَۃِ وَالْمُخَاطَبَۃِ وَھُوَ مُسَلَّمٌ عِنْدَ اَکَابِرِ اَھْلِ السُّنَّۃِ. فَالنِّزَاعُ لَیْسَ اِلَّا نِزَاعًا لَفْظِیًّا فَلَا تَسْتَعْجِلُوْا یَا اَھْلَ الْعَقْلِ وَالْفِطْنَۃِ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی خِلَافَ ذٰلِکَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَمَعَھَا لَعْنَۃُ

النَّاسِ وَالْمَلٰئِكَةِ ۔

استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

ترجمہ اردو

اگر کوئی سوال کرے کہ اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر کر دی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی محض اس لئے رکھا ہے کہ ہمارا آقا و سردار جو تمام جہان سے افضل ہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال ثابت ہو کیونکہ نبی کا کمال ثابت نہیں ہو سکتا جب تک امت میں بھی وہ کمال ثابت نہ ہو اور بغیر اس کے محض دعوے ہی دعوے ہوگا۔ جس پر کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی۔ اور کسی شخص پر نبوت ختم ہو جانے کے صرف یہ ہی معنی ہو سکتے ہیں کہ نبوت کے تمام کمالات اس پر ختم ہو گئے ہیں اور کمالات عظمیٰ میں سے یہ بات ہے کہ نبی دوسروں کو بھی اس کمال سے فیضیاب کر سکے۔ اور یہ بات بغیر کسی نمونہ کے جو امت میں پایا جائے ثابت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں میں نے کئی دفعہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت سے صرف کثرۃ مخاطبہ ہی مراد لیا ہے اور یہ اہلسنت والجماعت کے اکابر کے نزدیک مسلم ہے کہ امت محمدیہ کے افراد ایسے حاصل کر سکتے ہیں پس جھگڑا محض لفظی جھگڑا رہ جاتا ہے۔ اور اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اس کے ذرہ بھی خلاف دعوے کرے۔ اور اس کے ساتھ تمام لوگوں کی اور فرشتوں کی لعنت ہو ۔

(استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۱۶ ۱۹۰۷ء کا اردو ترجمہ)

امام زمان و مجدد و مامور من اللہ کے متعلق عقیدہ

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخ
نہ کرے، اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک
متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہوسکتی ہے
کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت ہے جس سے کوئی
بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیّت کے ضروری ہوا
کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی
کے لئے قائم کی ہے۔ جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ
عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ تحقیق اللہ

ــه حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ ابْنُ عَامِرٍ انا
اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ بِغَیْرِ اِمَامٍ مَاتَ مِیْتَۃً جَاهِلِیَّۃً
صفحہ ۹۶ جلد ۴ مُسْنَد اَحْمَد وَ اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ
خُزَیْمَۃَ وَ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ مِنْ حَدِیْثِ الْحَارِثِ
الْاَشْعَرِیِّ بِلَفْظِ مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ عَلَیْہِ اِمَامُ جَمَاعَۃٍ فَاِنَّ مَوْتَتَہٗ
مَوْتَۃٌ جَاهِلِیَّۃٌ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ وَمِنْ
حَدِیْثِ مُعَاوِیَۃَ وَرَوَاہُ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

مبعوث کرے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد کو تا دین کی تجدید کرے (صفحہ ۱۹۳ حقیقۃ الوحی) اور صاف فرما دیا کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا۔ اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔

یہ سب سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو جمع کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی دی ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الٰہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ہر ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔

ضرورۃ الامام صفحہ ۲۳ و ۲۴ دسمبر ۱۹۹۲ء

جماعت کو توجہ الی اللہ کی تاکید

یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور

عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔

تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانے پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسی کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید کو زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔

کشتی نوح صفحہ ۶۰-۱۰۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

جماعت کو تقوے کے ساتھ ارکان اسلام بجا لانے کی زبردست تاکید

سو اے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ سچ تقوے کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں

پہنچ سکتا جو تقوے سے خالی ہے۔ کشتی نوح صہ ۴۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

جماعت کو اخلاقی تعلیم

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حالِ زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

درثمین اردو صہ ۱۵۷

مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقوے اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے

ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوے سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا سے ڈرو اور خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دے گی۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تاکہ تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی کو چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بُلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ

انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں۔ اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر خدا تم سے راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے۔ اور نہیں بخشتا۔ سو اُس کا مجھ میں حصّہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو۔ کہ وہ قدّوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبّر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دُنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں۔ اور دُنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دِل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے۔ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دُنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پُورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں اور بچوں اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔

کشتی نُوح ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

جماعت کو اخلاق کی تعلیم و تنبیہ

ان سب باتوں کے بعد پھر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے اور رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے اور بیوی مرد سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم اور دروغ گو اور جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمت لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا۔ اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں۔ اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ

شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دُنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۰۰، اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

مناسب تدبیر و دُعا کی تعلیم

مَیں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کریگا۔ مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر ہوتا۔ مَیں تمہیں دُنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دُنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر

گروہ کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے تمہارے لئے کوئی راہ کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ مُنہ سے انشاء اللہ نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گر جائیں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دُنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دُنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ بڑا مفلس اور ننگا ہوتا ہے۔ اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا۔ کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق

مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا چشمہ خدا ہے۔ پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں۔ اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔ تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ کشتی نوح صے۴۷ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ رُوح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہکر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی رہتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظلّ وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے اور رُوح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے اور اس کا رکوع یعنے جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک جاتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے۔ اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔ اور شریعت اسلامیّہ میں اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچکر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز رُوحانی نماز کی طرف محرک ہو۔ لیکچر سیالکوٹ صے۲۸ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء

اے کہ گوئی گر دعا ہارا اثر بودے کجاست
سُوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق!

قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

برکات الدعاء مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء

یعنے اے وہ شخص جو یہ دعوے کر رہا ہے کہ اگر دعاؤں میں کوئی اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے۔ جلدی سے میری طرف آ۔ میں تمہیں سورج کی طرح دعا کا اثر دکھلاؤں گا۔ ہاں ہاں خدا کی قدرتوں کے اسرار امر سے انکار نہ کرو۔ اور اگر دلیل چاہتے ہو تو کسی لمبی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ آؤ اور میری قبول شدہ دعا کا نتیجہ دیکھ لو۔

نیچریت سے اجتناب کی تاکید

جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی مہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دُعائیں ہر گز نہیں قبول ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے۔ وہ مُردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں۔ اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حدبست ٹھیراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا جیساکہ ان کی حالت ہے۔ کشتی نوح ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

موجودہ فلسفی خیالات سے اجتناب کی تاکید

تمہیں چاہیئے کہ اس دُنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور اُن کو

عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام پاک (قرآن) میں سکھلایا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیاوی فلسفہ کے عاشق ہیں۔ اور کامیاب ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا ؂

کشتی نوح صفحہ ۱۰ تا ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

توکل علی اللہ کی حقیقت

خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ ...... میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ۔ اور اس خدا کو فراموش کر دو۔ جو اسباب کو بھی مہیّا کرتا ہے ؂

کشتی نوح مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء

ہر قوم میں نبی آنے کا عقیدہ

اس عظیم الشان نبی (یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) نے ہم کو سکھایا ہے کہ جن جن نبیوں اور رسولوں کو دنیا کی قومیں مانتی چلی آئی

ہیں۔ اور خدا نے عظمت اور قبولیت ان کی دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا دی ہے وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں۔ اور ان کی آسمانی کتابوں میں گو دور دراز زمانہ کی وجہ کچھ تبدیلی ہو گئی ہو یا ان کے معنے خلاف حقیقت سمجھے گئے ہوں۔ مگر دراصل وہ کتابیں من جانب اللہ اور عزت اور عظمت کے لائق ہیں۔

چشمہ معرفت مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء

قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں

جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے کسی حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا تم پر گواہی نہ دے۔ تا تم اس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔

کشتی نوح صفحہ ۲۶ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء

علماء نے مسامحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے .... لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔

الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱ مطبوعہ جولائی ۱۸۹۱ء

الہام الٰہی کی حقیقت

الہام سے یہ مراد نہیں کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب ایک شاعر شعر لکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ایک مصرع بنا

کہ دوسرا مصرع سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑ جاتا ہے۔ سو یہ دِل میں پڑ جانا الہام نہیں۔ بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت سے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۶ء

اگر دِل میں پڑ جانے کا نام الہام ہو تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راستبازی اور راستبازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قلم اٹھاتا ہے خدا کا ملہم کہلائے گا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دل میں پڑ جاتے ہیں۔ پس کیا ہم ان کو الہام کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بعض اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے۔ اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور ناحق خون کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں۔ تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں۔ ہرگز نہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۶ء

الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا اپنے برگزیدہ بندے کے ساتھ جس کو وہ برگزیدہ کرنا چاہتا ہے۔ ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے...... خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم کلام کرتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہم کلامی واقع ہو۔

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۶ء

وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے جیسے کہ آفتاب کی شعاع

...س ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ مخاطبہ کا وقت آتا ہے تو اوّل مجھ پر ...یب ربودگی طاری ہو جاتی ہے۔ تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کے مانند ...و جاتا ہوں۔ اور میری حس اور میرا ادراک اور میرے ہوش گو بگفتن ...قی ہوتے ہیں۔ مگر اس وقت میں یوں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید ...الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی ہستی میں لے لیا ہے۔ اور میں اس ...قت محسوس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اس کے ہاتھ میں ہیں اور ...کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ جب یہ حالت ہو جاتی ہے ...سب سے پہلے خدائے تعالیٰ دل کے ان خیالات کو میری نظر کے سامنے ...یش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اس کو منظور ہوتا ہے۔

... . اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال دل کے سامنے آیا تو ...ست اس پر ایک ٹکڑا کلام الٰہی کا شعاع کی طرح گرتا ہے۔ اور بسا ...وقات اس کے گرنے کے ساتھ ہی تمام بدن ہل جاتا ہے۔

برکات الدعا۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء

خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے ...سے مل کر باہم ہم کلام ہوتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ...ہم کلامی واقع ہو۔ اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ...یک کلام لذیذ فصیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے سُنے۔ جس میں اپنے نفس ...اور فکر اور غور کا کچھ دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ...ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے ...یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک کلام کا سلسلہ ...سے بندہ کو خدا سے حاصل ہو اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ حاصل ہو...

یہ کسی کو نہیں ملتا۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صا
میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ سچا او
پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکھلاتا ہے۔ بارہا ایک
نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے۔ اور ساتھ اس کے پُر شوکت اور ایک
چمکدار الہام آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ ملہم اس ذات
سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں
خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اگر ایک
صالح اور نیک بندے کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور
مکالمہ اور مخاطبہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پر معنی پُر حکمت پُر
شوکت کے ساتھ اس کو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اس
کو ایسا اتفاق ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال
و جواب ہوا ہو۔ اس نے سوال کیا کہ خدا نے جواب دیا۔ پھر گذارش
عاجزانہ کی۔ خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ ا
میں اور خدا میں باتیں ہوتی رہیں۔ اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں
اس کی دعائیں منظور کی ہوں۔ تو ایسے شخص کو خدا کا بہت شکر کر
چاہیئے۔ اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فنا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ
نے محض اپنے کرم سے اس کو اپنے تمام بندوں میں سے چن لیا۔ ا
ان صدیقوں کا ان کو وارث بنایا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔
نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے جس کو مل
اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔ اس مرتبہ اور اس مقام کے لو
و اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ایک اسلام ہی

س میں خدا بندے سے قریب تر ہو کر اس سے باتیں کرتا اور اس کے
ندر بولتا ہے۔ وہ اس کے دل میں اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر
سے اُسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے اور اس کو وہ سب نعمتیں عطا
رماتا ہے جو پہلوں کو دی گئیں ...... اس مرتبہ پر خدائے تعالیٰ وہ
علقات اس بندے سے ظاہر کرتا ہے کہ گویا اپنی ربوبیت کی چادر
اس پر ڈال دیتا ہے اور ایسا شخص خدا کے دیکھنے کا آئینہ
ن جاتا ہے۔ یہی بھید ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
س نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا۔ غرض یہ بندوں کے لئے
نتہائی تنبیہہ ہے اور اس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور
ری تسلی ملتی ہے۔ میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس
قت یہ ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی
یں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اسوقت تفصیل
ان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں
ندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس
گمشتہ کا پتہ دوں۔ اور سچائی قبول کرنے والوں کو
س پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں
یں ہے۔ اور پانے والے تھوڑے ہیں۔

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۶ء

جنت اور دوزخ کی حقیقت

اس دن (یعنے آخرت میں) ہمارے اعمال اور اعمال کے نتائج
جسمانی طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور جو کچھ ہم اس عالم سے مخفی طور پر اپنے
ساتھ لے جائیں گے وہ سب اسی دن ہمارے چہرے پر نمودار نظر آئیگا
...... خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ .... یعنے کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ
وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا تعالےٰ نے ان تمام
نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا
کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور ہم دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو جانتے ہیں
اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں۔
اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت
کو دنیا کی چیزوں کا نمونہ سمجھا اس نے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہ سمجھا۔
اس آیت کی شرح میں جو ابھی میں نے بیان کی ہے۔ ہمارے سید
و مولا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں
ہیں جو کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں
کبھی گزریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور
کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں ؀

اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۷۷ و ۱۷۸ تقطیع خورد مطبوعہ ۱۸۹۶ء

قاعدہ کل کے طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ موت کے بعد جو حالتیں

پیش آتی ہیں قرآن شریف نے انہیں تین قسم پر منقسم کیا ہے۔ اور عالم معاد کے متعلق یہ تین قرآنی معارف ہیں جن کا ہم جدا جدا اس جگہ ذکر کرتے ہیں۔

اوّل ۔ یہ دقیقہ معرفت ہے کہ عالم آخرت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس کے تمام نظارے اس دنیاوی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں جیسا کہ فرماتا ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا یعنی ہم نے دنیا میں ہر ایک شخص کے اعمال کا اثر اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے اور انہی پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دیں گے اور ایک کھلے کھلے اعمال نامہ کی شکل پر دکھلا دیں گے ....

دوسرا دقیقہ معرفت جس کو عالم معاد کے متعلق قرآن شریف نے ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عالم معاد میں وہ تمام امور جو دنیا میں روحانی تھے۔ جسمانی طور پر متمثل ہوں گے۔ اس بارے میں ایک آیت یہ ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى یعنے جو شخص اس جہاں میں اندھا ہے وہ دوسرے جہاں میں بھی اندھا ہو گا۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اس جہاں کی روحانی نابینائی اس جہاں میں جسمانی طور پر محسوس و مشہود ہو گی۔

تیسرا دقیقہ معرفت کا یہ ہے کہ عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہوں گی...... تنزل کبھی نہیں ہو گا۔ اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کی رُو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے

کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے۔ مگر وہ دراصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسی جنّت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں۔ اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدے کے موافق جنّت و دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی مطبوعہ ۱۸۹۶ء

قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ یعنے دوزخی لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدّت کے لحاظ سے۔ پھر اس کے بعد خدا کی رحمت دستگیر ہوگی۔ کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس آیت کی تشریح میں ہمارے سیّد و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یَاْتِیْ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ وَ نَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَھَا یعنے جہنم پر ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہوگا۔ اور نسیم صبح اس کے کواڑوں کو ہلائے گی۔ لیکچر لاہور صـ۲۲ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۴ء

حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی ضرورت

بعض کا خیال یہ ہے کہ ہمیں کسی مسیح موعود کو ماننے کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ گو ہم نے قبول کیا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں لیکن جبکہ ہم مسلمان ہیں اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور احکام

سلام کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ لیکن یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اول تو وہ مسلمان ہونے کا دعوے کیونکر کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے۔ حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہوں تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو۔ اور اگر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ۔ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی کی جاتی ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اور یہی مسلمانی ہے؟ اور نہ صرف اس قدر بلکہ سخت گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور کافر کہا جاتا ہے۔ اور نام دجّال رکھا جاتا ہے۔ اور جو شخص مجھے دکھ دیتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور جو مجھے کاذب کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کو خوش کر دیا۔

اے وے لوگو! جن کو صبر اور تقوے کی تعلیم دی گئی تھی۔ تمہیں جلد بازی اور بدظنی کس نے سکھلائی۔ کونسا نشان ہے جو خدا نے ظاہر نہ کیا۔ اور کونسی دلیل ہے جو خدا نے نہ پیش کی۔ مگر تم نے قبول نہ کیا۔ اور خدا کے حکموں کو دلیری سے ٹال دیا۔

میں اس زمانہ کے حیلہ گر لوگوں کو کس سے تشبیہہ دوں۔ وہ اس مکار سے مشابہ ہیں کہ روز روشن میں آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سورج کہاں ہے؟ اے اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے اول اپنی آنکھ کھول پھر تجھے سورج دکھائی دے گا۔ خدا کے مرسل کو کافر کہنا آسان ہے مگر ایمان کی باریک راہوں میں اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ خدا کے فرستادہ کو دجّال کہنا بہت آسان ہے مگر اس کی تعلیم کے موافق تنگ دروازہ میں سے داخل ہونا یہ دشوار ہے۔ ہر ایک جو کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود کی

بے پرواہ نہیں ہے اس کو ایمان کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ ایسے لوگ حقیقی ایمان اور نجات اور سچی پاکیزگی سے لاپرواہ ہیں۔ اگر وہ انصاف سے کام لیں اور اپنے اندرونی حالات پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ سے آسمان سے نازل ہوتا ہے ان کی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں۔ اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں۔ لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ نومبر ۱۹۰۴ء

قدیم سے۔ بزرگانِ دین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حق کی مخالفت کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مگر جو مسیح اور مہدی کو نہ مانے اس کا بھی ایمان سلب ہو جائے گا۔ انجام ایک ہی ہے۔ پہلے تخالف ہوتا ہے۔ پھر اجنبیت پھر عداوت پھر غلو اور آخر کار سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں بلکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے جنت اور دوزخ کا سوال ہے۔ میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہیں کیا جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف[1] میں یہ

---

[1] وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفا کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہے بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ معاذ اللہ! کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی کے سر پر اس امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔ اسی طرح جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اس طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا۔ جو آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳) لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۱۱/۲۴) ترجمہ۔ وعدہ کرتا ہے اللہ تم میں سے ان لوگوں کیساتھ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ البتہ ان لوگوں کو خلیفہ کریگا زمین میں جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا ان سے پہلوں کو۔ اور ان کو شاد دیگا ان کا دین جو ان کیلئے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ ان کو چاہیئے کہ میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی شے کو بھی شریک کریں اور جو کوئی ان خلفاء کی خلافت کے علامات و نشانات ظاہر ہونے کے بعد انکار کرے ایسے لوگ سرکش اور بے راہ ہیں ؂

الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا۔ گو زبان سے نہ سہی مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدائے تعالیٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتوے طلب کرے۔ کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر تکذیب ہوتی ہے اس طرح پر کہ آپؐ نے جو وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجددؒ[1] آئے گا۔ وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا۔ اور پھر آپؐ نے جو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ[2] فرمایا تھا

---

[1] اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابو داؤد) ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر کوئی ایسا شخص اس امت کیلئے بھیجتا رہے گا جو اس صدی کے دین اسلام کو تازہ کرے گا۔

[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (بخاری) ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ہوگا تمہارا حال اس وقت جب کہ ظاہر ہوگا تم میں ابن مریم اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپ نے جو صلیبی[1] فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی ہو

الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء بحوالہ فتاوی حضرت مسیح موعود صفحہ ۲۰ تا ۲۳

ہمارے مذہب کا خلاصہ

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے۔ یہ کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہونچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ الخ ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ایک شخص ابن مریم کی صفت کا حاکم عادل ظاہر ہوگا۔ پس وہ صلیبی فتنہ کی قوت کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور مذہبی لڑائی موقوف کرے گا۔

ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔

ازالہ اوہام تقطیع خورد ص۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنے قرآن کو پنجہ مارنے کا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب قرآن اور حدیث میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے

ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان ''
حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت
سے ایک ذرہ کم کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ
بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت
کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام
کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں
اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے
مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ
کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر
اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے
ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر
گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب
کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑ کر ہم
پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر ...... یہ دعوے
ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے
اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

ایام الصلح ص ۸۶-۸۷ مطبوعہ ۱۸۹۹ء

عقیدہ کی رُو سے خدا جو تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک

ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے او
سب سے بڑھ کر ہے۔ اور بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر
بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے
جدا نہیں اور نہ شاخ اپنے بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم
میں فنا ہو کر نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا مخل انداز نہیں جیسا
تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہو اگرچہ
بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی
خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ کشتی نوح صفحہ ۱۳ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء

ملائکہ کے متعلق عقیدہ

وَاَعْتَقِدُ اَنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً مُقَرَّبِیْنَ۔ لِکُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْہُمْ
مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ۔ لَا یَنْزِلُ اَحَدٌ مِّنْ مَّقَامِہٖ وَلَا یَرْقٰی۔ وَنُزُوْلُہُمْ
الَّذِیْ قَدْ جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ لَیْسَ کَنُزُوْلِ الْاِنْسَانِ مِنَ الْاَعْلٰی
اِلَی الْاَسْفَلِ۔ وَلَا صُعُوْدُہُمْ کَصُعُوْدِ النَّاسِ مِنَ الْاَسْفَلِ
اِلَی الْاَعْلٰی لِاَنَّ فِیْ نُزُوْلِ الْاِنْسَانِ تَحَوُّلًا مِّنَ الْمَکَانِ

ترجمہ :۔ میں اس بات کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ضرور ہیں۔ ان
میں سے ہر ایک کا مقررہ مقام ہے۔ اس مقام سے نہ کوئی اترتا ہے نہ چڑھتا ہے۔ قرآن کریم میں ان کے
نزول کا جو ذکر ہے وہ انسان کے نزول کی طرح نہیں جو اوپر کی جانب سے نیچے کو جاتا ہے اور نہ ہی ان کا
اوپر جانا انسان کے نیچے سے اوپر چڑھنے کی طرح ہے۔ اسلئے کہ انسان کے نزول میں ایک جگہ سے ہٹا جاتا ہے

وَرَائِحَةٍ مِّنْ شِقِّ الْاَنْفُسِ وَاللُّغُوْبِ۔ وَلَا يَمَسُّهُمْ لَغَبٌ وَّلَا شِقٌّ وَّلَا يَتَطَرَّقُ اِلَيْهِمْ تَغَيُّرٌ فَلَا تَقِيْسُوْا نُزُوْلَهُمْ وَصُعُوْدَهُمْ بِاَشْيَاءٍ اُخْرٰى۔ بَلْ نُزُوْلُهُمْ وَصُعُوْدُهُمْ بِصِبْغِ نُزُوْلِ اللّٰهِ وَصُعُوْدِهٖ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ لِاَنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَ وُجُوْدَهُمْ فِي الْاِيْمَانِيَاتِ وَقَالَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ فَاٰمِنُوْا بِنُزُوْلِهِمْ وَصُعُوْدِهِمْ وَلَا تَدْخُلُوْا فِيْ كُنْهِهَا۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ وَقَدْ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ بِالْقَائِمِيْنَ وَالسَّاجِدِيْنَ وَالصَّافِّيْنَ وَالْمُسَبِّحِيْنَ وَالثَّابِتِيْنَ فِيْ مَقَامَاتٍ مَّعْلُوْمَةٍ وَجَعَلَ هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَهُمْ دَائِمَةً غَيْرَ مُنْفَكَّةٍ وَخَصَّهُمْ بِهَا۔ فَكَيْفَ يَجُوْزُ اَنْ

ترجمہ:- اور ایک قسم کی بھاری مشقت اور تکان برداشت کی جاتی ہے مگر فرشتوں کو نہ تکان ہوتی ہے اور نہ مشقت، اور نہ ان میں کسی طرح کا تغیر واقع ہوتا ہے اسلئے فرشتوں کے نزول وصعود کو دوسری چیزوں پر قیاس مت کرو بلکہ ان کا نزول وصعود تو اللہ تعالیٰ کے نزول وصعود کا رنگ رکھتا ہے جو وہ عرش سے دنیا کے آسمان کی طرف فرماتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے وجود کو ایمانیات میں داخل فرمایا ہے اور فرمایا کہ تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسلئے ان کے نزول وصعود پر (اجمالی) ایمان لاؤ، مگر اس مسئلہ کی کنہہ میں دخل مت دو یہی بہتر صورت ہے اور تقویٰ کے زیادہ قریب۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ کھڑے رہنے والے سجدہ کرنیوالے صف باندھنے والے، تسبیح کرنیوالے اور اپنے مقامات پر ڈٹے رہنے والے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان صفات کو دائمی اور غیر منفک قرار دیا ہے اور انہیں نے انہیں مخصوص فرمایا ہے کیسے مناسب ہے

يَتْرُكَ الْمَلَائِكَةُ سُجُوْدَهُمْ وَقِيَامَهُمْ وَيَقْصِمُوْا
صُفُوْفَهُمْ وَيَذَرُوْا تَسْبِيْحَهُمْ وَتَقْدِيْسَهُمْ وَيَتَنَزَّلُوْا
مِنْ مَقَامَاتِهِمْ وَيَهْبِطُوْا الْاَرْضَ وَيُخْلُوْا السَّمٰوٰتِ
الْعُلٰى. بَلْ هُمْ يَتَحَرَّكُوْنَ حَالَ كَوْنِهِمْ مُسْتَقِرِّيْنَ
فِيْ مَقَامَاتِهِمْ كَالْمَلِكِ الَّذِيْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى. وَ
تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَاءِ فِيْ آخِرِ كُلِّ لَيْلٍ وَلَا
يُقَالُ اِنَّهٗ يَتْرُكُ الْعَرْشَ ثُمَّ يَصْعَدُ اِلَيْهِ فِيْ اَوْقَاتٍ
اُخْرٰى. فَكَذٰلِكَ الْمَلَائِكَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا فِيْ صِبْغَةِ
صِفَاتِ رَبِّهِمْ كَمِثْلِ انْصِبَاغِ الظِّلِّ بِصِبْغَةِ اَصْلِهٖ
لَا نَعْرِفُ حَقِيْقَتَهَا وَنُؤْمِنُ بِهَا. كَيْفَ نُشَبِّهُ اَحْوَالَهُمْ

ترجمہ :- کہ یہ فرشتے اپنے سجود اور قیام کو چھوڑ دیں اور اپنی صفوں کو توڑ دیں اور اپنی
تسبیح و تقدیس کو چھوڑ دیں اور اپنے مخصوص مقامات سے تنزل اختیار کریں
اور زمین پر اتر آئیں اور بلند آسمانوں کو خالی چھوڑ دیں۔ بلکہ وہ اپنے ہی مقامات
پر ٹھیرے ہوئے اسی طرح حرکت بھی کر رہے ہوتے ہیں جیسے مالک حقیقی جو عرش
قائم ہے۔ اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمان پر نزول
فرماتا ہے بایں ہمہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایک وقت میں عرش کو چھوڑتا اور دوسرے
اوقات میں چڑھ جاتا ہے۔ پس یہی حال فرشتوں کا ہے جو اپنے رب کی
صفات کا رنگ اسی طرح رکھتے ہیں جیسے سایہ اپنے اصل کا
رنگ رکھتا ہے۔ ہم اس کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اُن پر ایمان
ضرور لاتے ہیں۔ (مگر) ان کے حالات کو انسان کے حالات پر کیسے

احوالِ انسانٍ۔ نعرفُ حقیقۃَ صِفاتِہٖ وحدودَ خواصِّہٖ
سکناتِہٖ وحرکاتِہٖ۔ وقد منعنا اللّٰہُ من ھٰذا و قال
ما یعلمُ جنودَ ربّکَ الّا ھو۔ فاتقوا اللّٰہَ یا اربابَ النُّہیٰ

آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵ مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء

خداوند کریم نے انسان کو سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا
ہے۔ اور ملائک اور کواکب اور عناصر وغیرہ جو کچھ انسان میں اور خدا
تعالیٰ میں بطور وسائط کے دخیل ہوکر کام کر رہے ہیں وہ ان کا درمیانی
واسطہ ہونا ان کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا اور وہ اپنے درمیانی
ہونے کی وجہ سے انسان کو کوئی عزت نہیں بخشتے۔ بلکہ خود ان کو عزت
حاصل ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسی شریف مخلوق کی خدمت میں لگائے گئے
ہیں۔

توضیح مرام صفحہ ۳۶ مطبوعہ جنوری ۱۸۹۱ء

ملائک اللہ (جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں) ایک ہی درجہ کی
عظمت اور بزرگی نہیں رکھتے۔ نہ ایک ہی قسم کا کام انہیں سپرد ہے
بلکہ ہر یک فرشتہ علیحدہ علیحدہ کاموں کے انجام دینے کے لئے مقرر
کیا گیا ہے۔ دنیا میں جس قدر تم تغیرات و انقلابات دیکھتے ہو یا جو کچھ
ممکن قوۃ سے حیز فعل میں آتا ہے یا جس قدر ارواح و اجسام اپنے
کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہیں ان سب پر تاثیراتِ سماویہ کام کر رہی

ترجمہ۔ قیاس کر سکتے ہیں۔ ہم اس (خدا) کے صفات۔ حدودِ خواص۔ حرکات و سکنات
خوب علم رکھتے ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ ان کی کنہ میں پڑنے اور بحث کرنے سے اللہ تعالیٰ
نے ہمیں منع کر رکھا ہے اور فرمایا ہے لا یعلم جنود ربک الا ھو۔ اسلئے اے دانشمندو! اللہ
ہی کا تقوےٰ اختیار کرو۔

ہیں۔ اور کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی استعدادوں پر
مختلف طور سے اثر ڈالتا ہے۔ توضیح مرام ص۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

اگرچہ ملائک جسمانی آفات سے بھی بچاتے ہیں لیکن اُن
کا بچانا روحانی طور پر ہی ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک گرنے والی
دیوار کے نیچے کھڑا ہے تو یہ تو نہیں کہ فرشتہ اپنے ہاتھوں
سے اٹھا کر اس کو دور لے جائے گا۔ بلکہ اگر اس شخص کا اس
دیوار سے بچنا مقدر ہے تو فرشتہ اس کے دل میں الہام
کر دے گا۔ کہ یہاں سے جلد کھسکنا چاہیئے۔ لیکن ستاروں اور
عناصر وغیرہ کی حفاظت جسمانی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام۔ حاشیہ ص۹۹۔ مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کی رُو سے
خواص ملائک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں۔ بلکہ خواص
الناس خواص الملائکہ سے افضل ہیں۔ اور نظام جسمانی یا نظام
روحانی میں ان کا وسائط قرار پانا ان کی افضلیت پر دلالت نہیں
کرتا۔ بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رُو سے وہ خدام کی طرح
اس کام میں لگائے گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا
ہے وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ یعنی وہ خدا
جس نے سورج اور چاند کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا
ہے۔ توضیح مرام ص۴۲ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

فرقہ احمدیہ

وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے۔ جس کو ہم اپنے لیئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشین گوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقۂ احمدیہ رکھا جاوے تاکہ اس نام کو سنتے ہی ہر

ایک شخص سمجھ سکے کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کوئی سروکار نہیں ۔

(از حضرت مسیح موعودؑ) اشتہار مورخہ ۴ نومبر ۱۹۰۰ء صہ۴

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے دعویٰ پر قسم

مَیں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔

الراقم ۔ میرزا غلام احمد عفا اللہ عنہٗ واَیَّدہٗ
۱۷؍ اگست ۱۸۹۹ء

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور مَیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور مَیں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ ایک غلطی کا ازالہ ص۶ مطبوعہ ۱۹۰۱ء

خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص کو محض بے وجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے گئے۔ مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی۔ تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں۔ اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ چشمہ مسیحی صفحہ ۲۷ مطبوعہ مارچ ۱۹۰۶ء

میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری

تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ - مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء

دُعائے اِستخارہ

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذۂ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں۔ اور ان کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اوّل توبہ نصوح کرکے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور

مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوٰے کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود؟ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اس کو قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا اور ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلّی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلّی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی

ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے ؛ نشان آسمانی ۳۸ و ۳۹ مطبوعہ جون ۱۸۹۲ء

احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کی دس شرائط

اول۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا ؛

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت سے اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے ؛

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا ؛

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ؛

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ بہرحال راضی بقضاء ہوگا۔ اور

ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستورالعمل قرار دے گا۔

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء

بیعت کے معنے

بیعت کے معنے ہیں اپنے تئیں بیچ دینا۔ اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسوس کرتا ہے جب کہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ... کے لئے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے۔ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صٓ ۱۱۹

غرضِ بیعت

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی محبت دل پر غالب آئے۔ اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

ضمیمہ آسمانی فیصلہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء۔ مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ

بیعت کے الفاظ

حضرت میرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مندرجہ ذیل الفاظ میں بیعت لیتے ہیں:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں آج ناصر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم اور احادیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہوں گا۔ جو نیک کام مجھے آپ بتائیں گے ان میں ہر طرح آپ کا فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

فہرستِ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر شمار	نام کتاب	تاریخ طباعت
۱	پرانی تحریریں	۱۸۷۹-۷۸ء
۲	براہین احمدیہ حصہ اول و دوم	سنہ ۱۸۸۰ء
۳	″ ″ سوم	سنہ ۱۸۸۲ء
۴	″ ″ چہارم	سنہ ۱۸۸۴ء
۵	سرمہ چشم آریہ	ستمبر سنہ ۸۶ء
۶	شحنہ حق	۱۴ اپریل سنہ ۸۷ء
۷	سبز اشتہار یا حقانی تقریر	یکم دسمبر سنہ ۸۸ء
۸	ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (تصدیق النبی)	جون سنہ ۸۹ء کے بعد
۹	فتح اسلام	۲۲ جنوری سنہ ۹۱ء
۱۰	توضیح مرام	″ سنہ ۹۱ء
۱۱	ازالہ اوہام	جولائی سنہ ۹۱ء اور تھوڑے بعد
۱۲	الحق لدھیانہ و اشاعت ازالہ اوہام	جولائی سنہ ۹۱ء
۱۳	الحق دہلی	اکتوبر سنہ ۹۱ء
۱۴	آسمانی فیصلہ	۲۷ دسمبر سنہ ۹۱ء اور تھوڑے بعد
۱۵	نشانِ آسمانی	جون سنہ ۹۲ء
۱۶	آئینہ کمالاتِ اسلام	۲۶ فروری سنہ ۹۳ء
۱۷	برکات الدعا	۲ اپریل سنہ ۹۳ء
۱۸	حجۃ الاسلام	۸ مئی سنہ ۹۳ء
۱۹	سچائی کا اظہار	۱۸ مئی سنہ ۹۳ء
۲۰	جنگِ مقدس	۲۲ مئی تا ۵ جون سنہ ۹۳ء
۲۱	تحفہ بغداد	جولائی سنہ ۹۳ء
۲۲	کرامات الصادقین	۲۴ اگست سنہ ۹۳ء
۲۳	شہادۃ القرآن	۲۲ دسمبر سنہ ۹۳ء
۲۴	حمامۃ البشریٰ	جنوری سنہ ۹۴ء
۲۵	نور الحق حصہ اول	فروری سنہ ۹۴ء
۲۶	″ ″ دوم	۱۸ مئی سنہ ۹۴ء
۲۷	اتمام الحجۃ	جون سنہ ۹۴ء
۲۸	سر الخلافہ	جولائی سنہ ۹۴ء

۲۹۔ انوار الاسلام — ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء

۳۰۔ منن الرحمٰن — اپریل، مئی ۱۸۹۴ء

۳۱۔ ضیاء الحق — اواخر مئی ۱۸۹۴ء

۳۲۔ نور القرآن — ۱۵ر جون ۱۸۹۴ء

۳۳۔ ست بچن — یکم دسمبر ۱۸۹۵ء

۳۴۔ آریہ دھرم — اواخر ۱۸۹۵ء

۳۵۔ نور القرآن حصہ دوم — ۱۸۹۵ء

۳۶۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۶ء سے قبل

۲۷۔ انجام آتھم معہ ضمیمہ — ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء

۳۸۔ سراج منیر — مئی ۱۸۹۷ء

۳۹۔ استفتاء — ۱۲ر مئی ۱۸۹۷ء

۴۰۔ حجۃ اللہ — مئی ۱۸۹۷ء

۴۱۔ تقریر جلسہ احباب — ۱۸۹۷ء

۴۲۔ محمود کی آمین — ۱۸۹۷ء

۴۳۔ سراج الدین عیسائی کے سوالوں کا جواب — ۲۲ر جون ۱۸۹۷ء

۴۴۔ رپورٹ ۱۸۹۷ء — ۱۸۹۷ء

۴۵۔ کتاب البریّہ — ۲۴ر جنوری ۱۸۹۸ء

۴۶۔ فریادِ درد (البلاغ) — مئی ۱۸۹۸ء

۴۷۔ ضرورت الامام — ۳۰ر اکتوبر ۱۸۹۸ء

۴۸۔ نجم الہدیٰ — ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء

۴۹۔ رازِ حقیقت — ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء

۵۰۔ کشف الغطاء — ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء

۵۱۔ ایام الصلح — یکم جنوری ۱۸۹۹ء

۵۲۔ حقیقت المہدی — ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء

۵۳۔ مسیح ہندوستان میں — اپریل ۱۸۹۹ء

۵۴۔ ستارہ قیصریہ — اگست ۱۸۹۹ء

۵۵۔ تریاق القلوب — ابتدا نصف اگست ۱۸۹۹ء

(اشاعت ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

۵۶۔ تحفہ غزنویہ — اشاعت ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

۵۷۔ روئیداد جلسہ دعا — ۱۹۰۰ء

۵۸۔ خطبہ الہامیہ — ۱۱ر اپریل ۱۹۰۰ء

(اشاعت ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

۵۹۔ رسالہ جہاد معہ ضمیمہ — ۷ر جولائی ۱۹۰۰ء

۶۰۔ تحفۃ الندوہ — ۱۹۰۰ء

۶۱۔ (اشاعت سنہ ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ تحفہ گولڑویہ — اواخر ۱۹۰۰ء

(اشاعت یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)

۶۲۔ اربعین کامل — ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء

۶۳۔ اعجاز المسیح — ۲۰ر فروری ۱۹۰۱ء

۶۴۔ ایک غلطی کا ازالہ — ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء

۶۵۔ دافع البلاء — ۲۳ر اپریل ۱۹۰۲ء

٦٦	الہدیٰ	١٢ر جون ١٩٠٢ء
٦٧	نزول المسیح	٣٠ر اگست ١٩٠٢ء
٦٨	کشتی نوح	٥ر اکتوبر ١٩٠٢ء
٦٩	تحفۃ الندوہ	٦ر اکتوبر ١٩٠٢ء
٧٠	اعجاز احمدی	٨ر نومبر ١٩٠٢ء
٧١	ریویو بر مباحثہ چکڑالوی بٹالوی	٢٧ر نومبر ١٩٠٢ء
٧٢	مواہب الرحمٰن	١٤ر جنوری ١٩٠٣ء
٧٣	خط اور تقدیر	١٩٠٣ء
٧٤	نسیم دعوت	٢٨ر فروری ١٩٠٣ء
٧٥	سناتن دھرم	٨ر مارچ ١٩٠٣ء
٧٦	تذکرۃ الشہادتین	١٦ر اکتوبر ١٩٠٣ء
٧٧	سیرۃ الابدال	دسمبر ١٩٠٣ء
٧٨	لیکچر لاہور	دسمبر ١٩٠٤ء
٧٩	لیکچر سیالکوٹ	٢ر نومبر ١٩٠٤ء
٨٠	تقریروں کا مجموعہ	١٩٠٤ء
٨١	تقریریں	"
٨٢	براہین احمدیہ جلد پنجم	اپریل و مئی ١٩٠٥ء (تاریخ اشاعت ١٥ر اکتوبر ١٩٠٨ء)
٨٣	الوصیت	٢٠ر دسمبر ١٩٠٥ء، ٦ر جنوری ١٩٠٦ء
٨٤	چشمہ مسیحی	٩ر مارچ ١٩٠٦ء
٨٥	تجلیات الٰہیہ	١٥ر مارچ ١٩٠٦ء
٨٦	قادیان کے آریہ اور ہم	٢٠ر فروری ١٩٠٧ء
٨٧	حقیقۃ الوحی	تاریخ اشاعت ١٥ر مئی ١٩٠٧ء
٨٨	چشمہ معرفت	٢٠ر مئی ١٩٠٧ء
٨٩	ضمیمہ	١٤ر دسمبر ١٩٠٧ء
٩٠	پیغام صلح	٢٥ر مئی ١٩٠٩ء

نوٹ۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ بعض کتب، رسالے اور ٹریکٹ مختلف لوگوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضور کے مضامین پر مشتمل شائع کئے ہیں جن میں سے مشہور تبلیغ رسالت مکتوبات احمدیہ۔ ملفوظات احمدیہ۔ در مکنون فارسی۔ درثمین اردو۔ فارسی عربی۔ تقریر جلسہ۔ حقیقت نماز۔ بحر العرفان۔ رہنمائے خاتون۔ پیغام امام کلمہ طیبہ پر تقریر۔ خطبہ عید الاضحیٰ وغیرہ ہیں۔

حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام

آپ کا دعویٰ مسیح موعود مہدی معہود ہونے کا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کا پہلے نوشتوں میں ذکر ہے۔ اور اسی کی انتظار تمام دنیا کو لگی ہوئی تھی۔ ہر مصلح کی صداقت کے لئے چند معیار مقرر ہیں :-

اوّل : ایسے دعویٰ کی ضرورت ہو۔

دوم ۔ وہ دعویٰ قرآن وحدیث کے موافق ہو۔ مخالف نہ ہو۔ بلکہ قرآن وحدیث اس کے مؤید ہوں۔

سوم ۔ اس دعویٰ کی تصدیق میں آسمانی نشان ہوں۔

چہارم ۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ وعلمیہ اس دعویٰ کی تائید کریں۔

پنجم ۔ مدعی کے ہاتھ سے نشاناتِ الٰہی ظاہر ہوتے ہوں۔

ششم ۔ مدعی کو کتابِ الٰہی کے حقائق ومعارف کا علم بے مثل ہو۔

ہفتم ۔ جن مفاسد کا اس زمانہ میں غلبہ ہو اس کا قلع قمع کرنا مدعی کا اصل منشاء ہو۔

ہشتم ۔ مدعی کو مکالمۂ الٰہی تواتر کے ساتھ ہو۔

نہم ۔ مدعی کو اپنے دعوے پر پوری بصارت اور شجاعت کے ساتھ ایمان ہو۔

چنانچہ یہ باتیں حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے آپ سچے ہیں۔ اور اُن کا ماننا ضروری ہے۔ لہٰذا آپ کی جماعت میں داخل ہو کر ثوابِ دارین کے مستحق ہوں ؁

راستبازوں کی پہچان

(۱) ان لوگوں کی مخالفت غیر معمولی طور پر ہوتی ہے۔ ان کے معترضین وہی کہتے ہیں
جو پہلے منکرین کہتے تھے۔ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ
یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ پ ۲۳ ع ۲۔

(۲) ایسے لوگ پہلے بزرگوں اور مامورین کی تصدیق کرتے ہیں۔ مُصَدِّقًا لِّمَا
مَعَکُمْ۔ پ ۱ ع ۵۔

(۳) یہ لوگ خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور یہ لوگ کسی سے خائف نہیں ہوتے
لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ۔ پ ۲۲ ع ۲۔

(۴) یہ لوگ فسادِ عالم کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ۔ پ ۲۱ ع ۵/۸۔

(۵) ان لوگوں کی پہلی زندگی پر کوئی شخص عیب نہیں لگا سکتا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ
فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ۔ پ ۱۱ ع ۲۔

(۶) نصرت ان لوگوں کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا [illegible]
وَرُسُلِیْ۔ پ ۲۸ ع ۳/۱۰۔

(۷) یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب اور فتح مند ہوتے ہیں۔ وَالْعَاقِبَۃُ
لِلْمُتَّقِیْنَ۔ پ ۹ ع ۱۵۔

پس اے دوستو جبکہ ان معیاروں کی رُو سے حضرت مرزا صاحب اپنے دعوٰی [illegible]
میں سچے ثابت ہوتے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو مان لینے میں کیا عذر ہے؟

مطبوعہ: جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر شہر۔